[illegible] خانہ داری [illegible] شوہر [illegible] سلیقہ [illegible]

[illegible] شریف گھرانوں کی بہو بیٹیوں کی [illegible]

۷۸۶

کتاب

زینت البنات

از

ا۔م۔خ عظیم آبادی اہلیہ محمد تمیز الدین خان صاحب عظیم آبادی

ٹیلیگراف انسپکٹر کالکا شملہ ریلوے

باجازت مصنفہ موصوفہ

۱۹۰۶ء

[illegible] مطبع [illegible]

قیمت ... فی جلد ۱۲

فہرست مضامین

تمہید اور تعنون

اس چھوٹی سی کتاب کے لئے کسی طویل دیباچہ یا تمہید کی توچنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی مختصراً صرف اتنا عرض کرنیکے لئے تمہید کے نام سے یہ صفحہ سیاہ کرتی ہوں کہ یہ اخلاقی کتاب اس عاجزہ کی پہلی تصنیف ہے اور وہ بھی نہائیت مختصر تصنیف یا تالیف درصل بڑے لائق اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا حصّہ ہے۔ مین نے محض ایک سچّے واقعہ کو ہوبہو جو مجھ پر گذرا ہے اپنی بہنوں کی دلچسپی اور خیالات مین اصلاح وتغیر پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اکثر اور صاحبِ تصنیف بہنوں نے جو قابل قدر مضامین اور کتابین تعلیم النسوان۔ امورِ خانہ داری دستکاری۔ اور پردہ کے متعلق لکھی ہین اون کے ساتھ مین بھی لہو لگاکر شہیدون مین شامل ہوتی ہون۔ میری پیاری بہنو! مین اپنی لیاقت خوب جانتی ہون اور مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ اس چھوٹی سی کتاب مین بہت سی غلطیاں ہونگی اور یہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کا نام بھی تعلیم النسوان کی کتابون مین لیا جائے۔ لیکن مقدس حجاز ریلوے کے کارِ خیر مین شریک ہونے کے شوق نے مجھے اس کتاب کے لکھنے پر مجبور کردیا جس سے بہتر میرے خیال مین داخلِ حسنات ہونے کا اور کوئی ذریعہ نہ ٹھہرا۔ اگر میری بہنوں نے اون اغراض کو سمجھ کر فایدہ اوٹھایا تو سمجھون گی کہ مجھے اپنی محنت کا صلہ مل گیا۔ مین نے اس کتاب کو بنظر خیر اندیشیٔ قوم بلا کسی اندیشہ کے لکھ ڈالا ہے یہ خیال نہیں کیا کہ ناظرین مجھکو کیا کہین گے۔ اور آیا اسے بغور وتوجہ پڑھین گے بھی یا نہین۔ بقول حافظ شیرازیؒ ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است وبس ✤ دربندِ آن مباش کہ نشنید یا شنید

اب مین بڑی خوشی سے اسکو فخرِ قوم جناب مولانا مولوی محمد انشاءاللہ خان صاحب ایڈیٹر الوطن لاہور کے نام نامی سے مزین ومعنون کرتی ہوں چونکہ جناب موصوف نے حجاز ریلوے کے کارِ خیر کی اہمیت کو قوم پر جتلانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہے اس واسطے

امید ہے کہ اس ناچیز کتاب کا ان کے نام نامی سے معنون ہونا بے موقع ولا نہ خیال کیا جائے گا اور انہیں بھی اس ہدیۂ مختصر کے قبول فرمانے میں تامل نہ ہوگا۔ ؎

گر قبول افتد زہے، عز و شرف۔

اور لائق بہنوں کے سامنے اس کتاب کو صرف بہ امید ؎ بر من نگر بر کرمِ خویش نگر پیش کرتی ہوں امید کہ دقیقہ شناس بہنیں میری غلطیوں سے اغماض کر کے نکتہ چینی نہ فرماویں گی۔ والسلام

العبد

ا۔ م۔ خ

عظیم آبادی

اہلیہ محمد تمیز الدین خان ٹیلیگراف انسپکٹر

کالکا شملہ ریلوے



حمد وثناء اُس ذات پاک بے نیاز کی جس کی شان "وحدہٗ لاشریک لہٗ" ہے
حمد باری کا میدان بے پایان جب ہمارے پیغمبر شافع محشر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے طے نہ ہو سکا تو مجھ ایسی درماندۂ منزل کی کیا مجال کہ اس کے ایک شمہ کو بھی ادا کرنے کا
حوصلہ کر سکے اسی طرح محبوب رب العزت اور عالی منقبت نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا
حوصلہ کرنا بھی جن کی شان مین خود خداوند کریم فرما چکا (لولاک لما خلقت الافلاک)
چھوٹا مُنہ بڑی بات ہے لہذا ان دونوں سے گذر کر عرض مطلب کرتی ہون۔

دو لفظی سرگذشت

پیاری بہنو! قبل اس کے کہ مین اصل مطلب اور واقعہ کو حیطۂ تحریر مین لاؤن اپنے پڑھنے
لکھنے کے شغل کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتی ہون تاکہ اُن بہنوں کے خیالات کی اصلاح ہو
جو اپنی لڑکیون اور علی الخصوص عورتون کے لئے پڑھنا لکھنا اور اعلیٰ تعلیم کا حاصل کرنا لازمی
نہین سمجھتین۔ جن وجہون سے صوبہ بہار کے مسلمان اعلیٰ تعلیم میں بمقابلہ دیگر صوبہ جات کے
قومی بھائیون کے اسوقت تک پیچھے ہیں۔ قریب قریب اُن ہی وجوہ سے اس صوبہ کی
مسلمان خواتین پر بھی کسب علم وہنر کی ترقی کا دروازہ قریباً بالکل بند ہے۔ خاص میرے
وطن شہر عظیم آباد کی حالت ملاحظہ فرمایئے۔ اس شہر کو صوبہ بہار کے دار السلطنت ہونیکا فخر حاصل ہے

اور افسوس گئی گذری حالت میں بھی سوائے چند بڑے شہروں کے وہ اپنا ثانی نہین رکھتا لیکن یہان شہری بہنوں کا مذاق ایسا ادنیٰ درجہ کا ہے جس پر سوائے کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نظر نہین آتا۔ اکثر لڑکیان پڑھنے لکھنے کے نام سے جی چراتی اور طرح طرح کے حیلے پیش کرتی ہین اور اپنے بیش بہا اوقات کو ادھر ادھر بیٹھکر یا گڑیان وغیرہ کھیلنے مین رائگان کھو دیتی ہین۔ افسوس! اون کی خیر اندیش مان بہنین لاڈ پیار کی وجہ سے اون کی تعلیم و تربیت کا مطلق خیال نہین کرتین۔ ان وجوہات سے میرے شہر کی متوسط الحال بیبیان بھی پڑھنے لکھنے۔ امور خانہ داری اور دستکاری وغیرہ مین اور شہرون کی ہم پلہ بہنون سے بہت پیچھے ہین۔ یہ کمزوری مجھے اسوقت محسوس ہوئی جب بعد شادی کے میری رخصتی سمستی پور کو ہوئی جہان میرے شوہر ریلوے مین ملازم تھے مجھکو وہان میرٹھ اور ضلع بجنور کی بہنون سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا۔ جن کے خاوند اور دیگر رشتہ دار بھی محکمہ ریلوے کے مختلف اعلیٰ عہدون پر مامور تھے۔

سبحان اللہ! کیسے مبارک دن تھے کہ سب بہنین اکثر زنانہ محفل میلاد شریف گیارہوین شریف۔ رمضان المبارک اور زچوان کی کسی نہ کسی تقریب پر اکٹھی ہوتین اور آپس میں ایک دوسرے سے نہایت خلق اور محبت سے پیش آتین۔ امور خانہ داری اور انتظام تقریب مین بلا کہے سنے حصہ لیتین اور ہر ایک کی دلی خواہش یہی ہوتی کہ سلیقہ مندی مین ہمارا نمبر سب سے آگے ہو۔ اور جو کام ہمارے متعلق کیا گیا ہے اوس مین کسی بہن کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

میکے مین میری تعلیم صرف اسیقدر ہوئی تھی کہ ضروری مسائل نماز و روزہ سے واقف تھی اور تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ بخوبی کر لیا کرتی تھی۔ جب میں پانچ برس کی تھی تو والد صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا اون کے انتقال سے ایک سال بعد میری باجی صاحبہ کی شادی برادر معظم جناب سید نور الحسن صاحب سے ہوئی جو جناب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب صوبہ بہار کے کلارک ہین اور میرے خالہ زاد بھائی بھی ہوتے ہیں۔ اس شادی کے تیسرے برس میرے یہان کئی ہزار کی چوری ہو گئی اور اوس کے دو سال بعد باجی صاحبہ مرحومہ

راہیئے ملک بقا ہوئین - ان حادثات کے داغ نے والدہ صاحبہ معظمہ کو نہایت غمزدہ اور
صدمہ رسیدہ کر دیا تھا جس سے اونہون نے میری تعلیم کا خیال چھوڑ دیا - ۱۹ شوال ۱۳۱۹ھ
مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو میری شادی ہوئی - اسکے چھ ماہ بعد رنگون مین ہمارے نانا
جناب مولانا شاہ آغا جان صاحب کا انتقال ہوگیا آپ کی تصانیف میں سے اختر محمدی -
اور چمنستان قدرت نعت کی مشہور کتابیں ہیں - آپکے انتقال سے پانچ ماہ بعد ۲۶ ذیقعدہ
۱۳۲۰ھ ہجری کو والدہ صاحبہ معظمہ بھی بعارضۂ طاعون رحلت کر گئیں - انا للہ وانا الیہ راجعون
ان حادثات سے جو صدمہ مجھے پہونچا اُس کا قلمبند کرنا باعث طوالت ہوگا اسلئے صرف اس
دعا پر ختم کرتی ہون - کہ خداوند کریم اُن بزرگون کو غریق رحمت کرے اور حضور انور شافع روز
محشر کے طفیل عقبیٰ میں اعلیٰ مدارج پر پہونچا دے -

سمستی پور میں جب مجھے مذکورہ بالا بہنوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جن میں سے ہر ایک
اردو - فارسی - عربی - مذہبی - تواریخی - علم الٰہیات - علم طب جغرافیہ - اور علم الحساب وغیرہ
کی اچھی لیاقت رکھتی تھیں - دستکاری بھی مجھ سے بدرجہا بہتر جانتی تھیں اور مشین سے
ہر طرح کے کپڑے بخوبی سی لیتی تھیں - تو اُن لوگوں کے سگھڑاپے - علم و ہنر - باہمی اتفاق و
محبت نشست و برخاست اور اعلیٰ مذہبی خیالات دیکھکر مجھکو اپنی کم علمی اور نالیاقتی پر
بڑی ندامت ہوئی - اسکا اور تو کچھ علاج ہو نہ سکتا تھا - بس خداوند کریم کے حضور دعا کرنی شروع
کر دی کہ اے قادر کریم مجھے بھی اپنے کرم سے ان بہنوں کے ہم پلہ بنا دے ! اس کے ساتھ ہی
پڑھنے لکھنے میں بھی دل و جان سے کوشاں ہوئی - اگرچہ خداوند کریم کے فضل سے مجھے دو لڑکیوں
کی ماں ہونیکا فخر حاصل ہے جن میں ایک تو قابل شمار نہیں جسکو دینے والے نے مدنے اپنی کسی حکمت
و مصلحت سے فوراً ہی لے لیا اور ان - م - ا - خ پانچ چھ مہینے کی تھی جس کے سبب میرا پڑھنے
لکھنے کا وقت بہت برباد ہوتا تھا پھر بھی خدا کے فضل سے تین برس کے اندر ہی میں نے
بہت سی مذہبی - اخلاقی - تمدنی اور علمی کتابیں پڑھ ڈالیں اور لکھنے کی بھی کچھ مہارت حاصل

کرلی اور اُس کے ساتھ ہی سینے پرونے میں بھی خاصی ترقی کی۔ اب دستکاری سیکھنے کی مشتاق ہوں تاکہ پھوہڑپن اور جہالت کے شرمناک الزاموں سے بچوں۔ اے خداوند کریم میری کل اسلامی بہنوں کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ شوق عطا کر اور اُنہیں حادثات زمانہ سے محفوظ رکھ!۔ آمین ثم آمین!!

التماس

میری لائق بہنو! ذرا مجھ ناچیز سے بھی زمانہ موجودہ کی روش پر دو دو باتیں کرنیکے لئے مخاطب ہو جاؤ۔ میں اس مہربانی کو عین عزت افزائی سمجھکر تہ دل سے آپ کی ممنون و مشکور ہونگی۔ میں نے اپنی دولفظی سرگزشت میں کوئی بات چھپا نہیں رکھی ہے۔ میری بہنوں کو اوس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ نہ تو میں کوئی بڑی عالمہ ہوں۔ نہ خود کچھ ایسی متمول ہوں اور نہ متمول خاندانوں سے رشتہ وناتہ ہے بلکہ محض اوسط درجہ کے لوگوں میں میرا شمار ہے ہاں شرافت جو عین رحمت خداوندی ہے اوس سے لفضلہ اس وقت تک مالا مال ہوں لقول اکبر ؎

پھٹے کپڑوں سے شرافت نہیں جاتی اکبر ✤ خاکساران جہاں را بحقارت منگر

میری بہنو! جب سے میں اردو اور تھوڑی سی فارسی پڑھنے لکھنے لگی اوسی وقت سے اسلامی اخبارات اور رسالہ جات وطن۔ البخم۔ الہادی۔ اور انوار الاسلام وغیرہ کا مطالعہ بھی میں نے مستقل طور پر شروع کر دیا تہا جس سے زمانہ موجودہ کی ہلچل کا بخوبی پتہ چلتا رہا۔ پیاری بہنو! نہ تو اب وہ اگلا سا زمانہ ہے نہ ویسے لوگ ہیں۔ زمانہ روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ ہی ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ بھی ترقی کے میدان میں دوڑ رہے ہیں۔ کوئی گروہ پیچھے رہنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک سبقت لیجانے کے لئے اپنی ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہا ہے۔ خدا کی شان! کہ اسلام میں بھی سینکڑوں گروہ موجود ہیں کوئی صرف

اتفاق اتفاق پکار رہا ہے کوئی ہماری موجودہ معاشرت اور طرز تمدن کو ناقص بتا کر یوروپین اقوام کی تقلید کی تلقین کر رہا ہے۔

کوئی مذہبی پابندی پر زور دے رہا ہے۔ کوئی صرف صنعت و حرفت کا دلدادہ ہے کوئی مقلد۔ غیر مقلد اور شیعہ سنی کے جھگڑوں میں منہمک ہے۔ کوئی پردہ نشین بی بیوں کو بدتر از جاہل سمجھکر ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگاتا اور قوم کے ترقی نہ کرنے کی بڑی وجہ اپنی ماں بہنوں کی محترم رسموں کو بتاتا ہے جسے دیکھکر ایک عصمت ماب خاتون کا کلیجہ لرزتا ہے۔ بقول شاعر : ؎

رہی ہی قومیت اب خودنمائی کبر و غفلت ہیں ✣ دلوں میں خوف حق باقی نہ حب مصطفےٰ باقی

میں ایک عرصہ سے ان خیالات میں پیچ و تاب کھا رہی تھی کہ خداوند کریم نے مجھے اپنی ناچیز گر قابل توجہ خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا۔ اب میں اپنی بہنوں کے سامنے انہیں پیش کرتی ہوں۔ میری بہنیں سمجھیں اور فائدہ اوٹھائیں۔ والسلام

راقمہ مصنفہ



مِسز ملر اور مِسز ولیمسن صاحبات کی مُلاقات

جب م۔ ا۔ ح۔ کے ابّا کی تبدیلی سمستی پور سے بردنی جنکشن ضلع مونگیر کو ہوئی تو اوس کے کچھ عرصہ بعد وہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ بڑے اور چھوٹے صاحب کی میم صاحبہ تم سے ملنے کی خواہش ظاہر کرتی ہیں چونکہ مجھ کو اس عمر میں کبھی ایسی عورتوں سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے میری طبیعت میں ایک طرح کا تامل اور جھجک سی تھی جس کے سبب کئی ماہ تک ٹالتی رہی لیکن جب صاحب لوگوں نے خود ادن سے کہا تو وہ مجبور ہوگئے اور کہنے لگے کہ اب انکار کرنا مصلحت اور تہذیب کے خلاف ہے اور اُن لوگوں کے رنج کا باعث ہوگا۔ تب تو میں بھی مجبور ہوگئی اور "قہر درویش بجان درویش" اُنکی ملاقات منظور کرنی ہی پڑی۔ چنانچہ ۲۱۔ ذوالحجہ ۱۳۲۳ ہجری شام کا وقت میموں سے ملنے کے لئے مقرر ہوا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مجکو یہ غلجان پیدا ہوا کہ کس طرح ملنا چاہئے۔ کیا کیا سامان کیا جائے اور کن کن امور پر گفتگو ہوگی۔ غرض جب تک وہ نہ آئیں۔ ایسے ہی طرح طرح کے خیالات کی ایک اُلجھن سی پیدا ہوتی رہی لیکن جب وہ لوگ آگئیں۔ تو میں نے بھی دل مضبوط کرکے نہائیت بے تکلفانہ ملاقات کی اور سلسلہ گفتگو

میں بے رُعبی سے کام لیا۔ اگرچہ میرے واسطے یہ پہلا موقع تھا تاہم میں نے بہت ہمت کی اور کامل چار گھنٹے تک اُن سے ہم کلام رہی۔ بعد تناول طعام جو میں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا وہ رخصت ہوئیں۔ مندرجہ ذیل تحریر اسی ملاقات کا پورا خاکہ ہے۔۔۔ جو میری بہنوں کے سینکڑوں شکوک کو انشاء اللہ رفع کر دیگی اور امید ہے کہ اونہیں اس سے متأثر ہو کر اپنی اصلاح آپ کرنیکا خیال پیدا ہوگا اور مذہبی۔ علمی۔ اخلاقی معلومات حاصل کرنے اور امور خانہ داری و دستکاری وغیرہ کا اعلیٰ سلیقہ سیکھنے کا شوق بڑھے گا۔

یارب التجا ہے کرم تو اگر کرے ✣ وہ بات دے زبان پہ کہ دل میں اثر کرے

صبح کا وقت اور مسعود کی غفلت

سُبحان اللہ صبح کا وقت بھی کیسا سُہانا ہوتا ہے۔ صانع قدرت نے اُسے کتنا دلکش اور مسرت خیز بنایا ہے کہ خواہ مخواہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مُبارک ہیں وہ بہنیں جو اسوقت خواب استراحت سے بیدار ہو کر بارگاہ خداوندی میں ہاتھ باندھے حاضر ہوتی ہیں اور حاکم حقیقی کی بندگی کو سر جھکاتی ہیں ✣

میں حسب معمول اوٹھی اور ماما کو آواز دی۔ مگر وہ مجھ سے پہلے ہی اوٹھ کر پانی گرم کرنے میں مشغول تھی، جلدی ہی سے پانی لائی۔ میں نے وضو کیا۔ نماز پڑھی اُسی اثناء میں ماما نے بچّی کو نہالچہ سے اوٹھا لیا اور گود میں لے کر دوسری کوٹھری میں چلی گئی۔ میں نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن مجید کو بیٹھی ہی تھی کہ یکایک خیال آیا کہ آج اس وقت تک مسعود نماز پڑھنے کو نہیں اوٹھا۔ ناظرین یہ لڑکا بھی میرا خالہ زاد چھوٹا بھائی ہے۔ بدقسمتی سے پڑھنے لکھنے سے بہت جی چُراتا ہے کُند ذہن اور شریر اوّل درجہ کا ہے میں نے اُسے آواز دی۔

مسعود۔ جی ہاں

میں۔ کیوں رے شریر تو روز اسی طرح صبح کی نماز کے وقت خواب غفلت میں پڑا اینڈتا رہتا ہے

اب بتا تو سہی نماز کب پڑہے گا ؟ اور قرآن مجید کی تلاوت کب ہوگی ؟۔

مسعود۔ باجی میرا کیا قصور ہے ؟ اماں نے کیوں نہیں جگا دیا ؟۔

ماما۔ واہ میاں میں روز پکار دیتی ہوں۔ تم خود ہی نہیں اوٹھتے۔

میں۔ ماما سچ کہتی ہے مسعود اب تو بغیر پیٹے اپنی کاہلی اور غفلت سے باز نہیں آئیگا نہیے تیرے یہ ڈھنگ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ انشاء اللہ اب کچھ ننھے نہیں ہو۔ کیا تمہیں اب تک یہ نہیں معلوم کہ جن مسلمان گھروں کے بچے اور عورتیں مستعدی اور دل سے پابند صوم وصلوٰۃ نہیں ہوتیں تلاوت قرآن مجید نہیں کرتیں اون گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ برکت اور فلاح نہیں ہوتی ہے۔ شیطان راندۂ درگاہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ جو طرح طرح سے بہکانے نئی نئی مصیبتوں میں پھنسانے اور مالک حقیقی کے حکموں سے بیفکر و غافل کرنیکی تاک میں لگا رہتا ہے۔

مسعود۔ ابھی قضا پڑہ کر تلاوت قرآن مجید کرتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ اب شکایت کا موقع نہ دونگا۔

میں یہ سنکر چپ ہو رہی اور تلاوت میں مشغول ہوئی۔ سات بجنے کے قریب تلاوت سے فارغ ہوکر بچی کے پاس گئی وہ بے خبر سو رہی تھی۔ اوسے سوتا چھوڑکر باورچی خانہ میں گئی اور انتظام خانہ داری میں مشغول ہوئی۔ کچھ دیر بعد تلاوتِ قرآن مجید سے مسعود نے بھی فرصت پائی۔ تو میرے پاس آکر پوچھنے لگا

مسعود۔" میں نے سنا ہے کہ آج شام کو میم صاحبان آنے والی ہیں"

میں۔ ہاں تمہارے بھائی صاحب کہتے تو تھے۔

مسعود۔ آپ کو ان لوگوں کے سامنے ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اسوقت تک ہم لوگوں کے خاندان میں ایسی عورتوں سے ملنا سخت معیوب سمجھتے ہیں۔

میں۔ مجھ کو کیا خبر ہے؟ میں خود بھی ایسی عورتوں سے ملنا گوارا نہیں کرتی لیکن مجبور ہوں۔

خداوند کریم نے جسکو میری عصمت وعفت کا محافظ بنایا اور امور دنیوی میں اوس کی عدول حکمی کو سخت منع فرمایا جب اُسی کی یہ خوشی ہو تو میں کیا کروں اب جو منظور خدا- اوس وقت وہ خود بھی تو موجود رہیں گے۔

مسعود- میں اسکو پسند نہیں کرتا- جب یہ خبر عظیم آباد پہونچے گی تو بھابی صاحبہ وغیرہ کیا کہیں گی یہ کہکر وہ سبق پڑھنے باہر چلا گیا۔

ماما کو نصیحت

کچھ دیر بعد مسعود سبق پڑھ کر واپس آیا اور یوں ہم کلام ہوا۔

مسعود- دن اس قدر آ گیا لیکن اب تک اُن لوگوں کے نشست اور ناشتہ وغیرہ کا سامان نہیں ہوا ہے ایسا نہو کہ اونہیں نکتہ چینی کا موقع ملے۔

میں- ایک تو کوارٹر (مکان) تنگ دوسرے بچی کے رکھ رکھاؤ اور خانہ داری کے انتظام سے اب تک چھٹکارا نہیں ہوا۔

مسعود- ماما کو تاکید کیجئے کہ معمولی متفرق کام دھندے تو جلدی سے نمٹالے۔

میں- تم کیوں گھبراتے ہو- کیا مجھ کو اس کا خیال نہیں ہے؟

میں نے ماما کو بلا کر کہا کہ اگر آج سارا انتظام ٹھیک ہوگیا اور وہ سب خوش خوش رخصت ہوئیں تو میں تم کو شاباش دوں گی- یہ سنکر ماما باغ باغ ہوگئی اور حسب معمول ہنسنے لگی۔

میں نے کہا- سنو ماما- ہنسنے کی بات نہیں- دُنیا میں گھروں کی عزت اور خیر و خوبی عورتوں ہی کے ہاتھوں ہوتی ہے جن گھروں کی عورتیں خواہ بی بی ہوں یا باندی علیٰ قدر مراتب باتہذیب- سلیقہ مند- ہنرور- ایماندار- عصمت شعار- نیک چلن- دانشمند- پاک طینت نہیں ہوتیں بس سمجھ لو کہ اُن گھروں سے خداوند کریم کی رحمت روز بروز کم ہوتی جائیگی مُوئے شیطان ملعون کی شیطنت کا منحوس اثر یہاں تک پڑیگا کہ ایک دن گھر کے سب چھوٹے

بڑے پریشان اور افلاس زدہ ہو جائیں گے۔ ؎

"ہیں ایسے گھرانے کوئی دن کے مہمان"

اس لئے عورتوں کو زیادہ زور سے ہنسنا قہقہہ لگانا۔ بلند آواز سے بولنا۔ چلا کر رونا بین کرنا۔ پیروں کو پٹخ کر اور دوڑ کر چلنا۔ سر کھولے رہنا۔ ایک دو انگلیاں باہر نکال کر جوتیاں پہننا۔ پیروں کو گھسیٹ کر چلنا۔ فحش کلامی کرنا۔ بات بات پر لڑنا۔ کوسنا پیٹنا چست اور بے حرمت کپڑے پہننا۔ غیر محرموں پر چوری چھپے ان تاک جھانک کر نظریں ڈالنا۔ جھوٹ بولنا۔ چغلخوری اور ننگا لترا پن سخت معیوب ہے۔ اور مذہبی کتابوں میں ایسی حرکات کی ممانعت آئی ہے۔ شرفار ایسی عورتوں کو ذلیل بدوضع بے شرم۔ بدتہذیب پھوہڑ اور جاہل سمجھکر نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور معتبر احادیث سے ثابت ہے کہ ایسی عورتوں کو قیامت میں بڑا بھاری عذاب ہوگا۔ پس جن عورتوں کو ان باتوں کا خیال نہیں وہ بڑی بے عزت اور بدنصیب ہیں کہ چار دن کی زندگی میں خدا اور رسولؐ کے حکموں کو ٹال کر دنیا میں بھی رسوا ہوتی ہیں اور عاقبت کی خبر تو خیر خدا جانے۔ سنو ماما فلاح دارین اوسی کو نصیب ہوگی جو ہر بات میں خدا اور رسولؐ کے حکموں پر چلے۔ بس جو میں ان باتوں سے منع کرتی ہوں محض تمہارے بھلے کو۔ اگر تم اُن پر غور کرو اور کاربند ہو تو پھر تم سی میری نظروں میں اور کوئی نہ ہوگی۔

ماما۔ بی بی میں نگوڑی جاہل تو حکم کی بندی ہوں۔ آپ کی مرضی کے کبھی خلاف نہیں چلتی دیکھئے صبح اوٹھکر کلمے اور الحمد کی صورت جو آپنے یاد کرادی ہے پہلے پڑھ لیتی ہوں تب کسی دوسرے کام کو ہاتھ لگاتی ہوں۔ جب سے آپ زیادہ ہنسنے کیلئے خفا ہوئی ہیں اوس کا بھی بہت کچھ خیال رکھتی ہوں۔ خدا معلوم مجھے کیوں اسقدر ہنسی آتی ہے۔ اللہ معاف کرے۔

انتظامِ خانہ داری اور مہموں کی آمد

یہ کہکر ماما کھانا پکانے میں معروف ہو گئی اور میں بچی کی دیکھ بھال میں۔
دس بجے کے قریب ماما نے آواز دی۔ بیوی! کھانا تیار ہے۔
میں باورچیخانہ میں گئی اور کہا کہ اب مکان کی صفائی اور چیز بست کی سینت سنبھال سے بھی فراغت پالی چاہیئے تاکہ دعوت کے کھانوں کی تیاری کروں اور چار بجے تک کوئی بکھیڑا باقی نہ رہے۔
ماما۔ بہت خوب حاضر ہوں۔ افسوس کہ اسوقت آپ کی خالہ اماں نہیں ہیں اگر وہ موجود ہوتیں تو پھر کچھ پریشانی اور گھبراہٹ نہوتی۔
اثنائے گفتگو میں مسعود کے بھائی صاحب بھی آ گئے اور متعجب ہو کر بولے "ہیں! ابھی تک کچھ انتظام نہیں ہوا ہے!"
میں۔ اطمینان رکھیئے۔ کل انتظام انشاءاللہ ابھی ہوا جاتا ہے مگر یہ تو فرمائیے مہموں کی نشست کا کیا سامان ہو گا۔
وہ۔ میز سے اخبارات اور کتابیں اٹھا کر اُسے سجا دینا چاہیئے شیشن سے مالی گلدستے بھی دے جاویگا۔
میں۔ بس خداوند کریم کے فضل سے اب کسی چیز کی کسر باقی نہیں۔
اسکے بعد سب کو کھانا کھلانے میں کچھ دیر لگی۔ جب اس سے بھی فرصت مل گئی تو انتظام دعوت اور صفائی مکان وغیرہ میں مشغول ہوئی اور قریب چار بجے کے بفضل خدا کل سامان درست ہو گئے۔ اور میں مہموں کے آنے کا انتظار کرنے لگی مسعود کو تاکید کی کہ تم باہر جا کر دیکھتے رہو جب اُن لوگوں کو آتے دیکھو فوراً مجھکو خبر کر دو۔
دس ہی منٹ گذرے ہونگے کہ مسعود دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا میم صاحبان بھائی صاحب

بھی تو آ رہی ہیں اور دو چھوٹے لڑکے بھی آیاؤں کی گود میں ہیں۔

اتنے میں وہ آ گئیں۔ میں فوراً اوٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی قومی رسم کے مطابق آگے بڑھ کر سلام کیا اُن لوگوں نے بھی گردنوں کو ہلا کر سلام کا جواب دیا "سلام" میں نے مصافحہ کیا اور پوچھا آپ لوگوں کا مزاج اچھا ہے؟ اُن لوگوں نے جواب میں کہا اچھے ہیں۔ آپ اچھی ہیں؟

میں۔ شکر و احسان ہے خداوند کریم کا۔ آپ لوگوں کے آنیسے میں بہت خوش ہوئی۔

جب وہ بیٹھ چکیں تو میں بھی دوسری جانب بیٹھ گئی۔ اُن لوگوں نے میری بچی کو جو ماما کی گود میں تھی لینا چاہا۔ میں نے ماما کو اشارہ کیا دیدو۔ چھوٹی میم صاحبہ نے اوٹھ کر گود میں لے لیا۔ میری ماما اُن کی لڑکی کو جو کوئی دو برس کی ہوگی اوٹھا کر میرے پاس لائی میں نے کھلونے اوٹھا کر اس کے ہاتھوں میں دیدئے۔ دو چار منٹ بعد میری بچی رونے لگی جس کو ماما آکر لے گئی۔

ضروری معذرت

اس کے بعد پھر ان میموں سے بہت ہی کار آمد مسئلوں پر گفتگو شروع ہوئی جسکو ذرا وضاحت سے درج کرتی ہوں۔ لیکن میں اُن کے سوالات اور اپنے جوابات کو بجنسہ لکھتے وقت عجیب سوچ میں پڑ گئی۔ آخر میرے دل نے خود ہی فیصلہ کیا اُس کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ میری بہنوں کو سچ اور جھوٹ کے امتیاز میں کوئی شک شبہ نہ رہے۔ اوّل تو میں خود پورب اور پچھم کے درمیانی حصہ ملک یعنی عظیم آباد واقع صوبہ بہار کی رہنے والی ہوں۔ اہل زبان ہونا تو درکنار تذکیر و تانیث تک صحیح بولنے کا دعوےٰ نہیں کر سکتی۔ ممکن ہے کہ اگر لائق بہنیں تو میری [illegible] پر نکتہ چینی نہ کریں دوسری [illegible] بیگم [illegible] بیگم اور [illegible] بیگم صاحبہ وغیرہ تو [illegible] کی

کھال نکالے نہ چھوڑیں گی۔ یہ سمجھکر کہ اس کی اڈیٹر بن تو خیر اوسوقت ہوگی جب خدا کے فضل سے یہ کتاب چھپ کر اُن لوگوں کی نظروں سے گذرے گی۔ اب اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میموں کی مادری زبان چونکہ انگریزی ہے اردو بولنے کی ضرورت نوکروں کے سوا شاید ہی کسی اور کے ساتھ پڑتی ہو اس لئے وہ اردو الفاظ کے صحیح تلفظ کرنے سے معذور تھیں۔ دوسرے ہر سوال انگریزی اور اردو الفاظ سے مرکب ہوتے تھے اُن سوالات کو اوسی طرح لکھنا اوّل تو میرے لئے ممکن نہ تھا۔ دوسرے ایسا کرنا شاید اون کی تحقیر کا باعث بھی ہو لہذا مجھے ان کا کلام اپنی بول چال میں لکھنا مناسب معلوم ہوا۔ میری بہنو اب ذرا متوجہ ہو کر سنو۔ ع

دو گھڑی بیٹھ کے سن لو میری پیاری بہنو! ✣ بعد مدت کے سناتی ہوں فسانہ دل کا

ہندوستانی عورتوں کا لباس اور زیورات

میری عصمت مآب بہنو! جس وقت میم صاحبات تشریف لائیں اُس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ کچھ تو اُن لوگوں کی پوشاک اور وضع کو دیکھکر تعجب پیدا ہوتا تھا۔ کچھ بے باکانہ گفتگو پر طبیعت شش و پنج میں تھی اسی اثنا میں بڑی میم صاحبہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولیں ✣

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی طبیعت اس کوارٹر (مکان) میں گھبراتی ہوگی۔

میں۔ چونکہ مکان تنگ ہے اور پردیس ہے اس لئے اکثر گھبراتی ہوں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ ہم لوگوں کو آپ سے ملنے کی بہت تمنا تھی۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کیوں ہم لوگوں سے ملنا منظور نہیں کرتی تھیں؟

میں۔ مدتوں سے سنا کرتی تھی کہ آپ لوگ بالکل مردوں کی طرح سے آزادانہ معاشرت رکھتی ہیں اور ہر طرح کی مجلسوں میں بلا تکلف شریک ہوتی ہیں اسلئے طبیعت تامل کرتی تھی۔

بڑی بیگم صاحبہ۔ کیا تعلیم یافتہ بی بیوں کے لئے مردانہ مجلسوں میں شریک ہونا گناہ ہے؟ ہم لوگوں کی رعنی تو نیشنل یعنی قومی ہے۔

تمیز۔ ہمارے پاک مذہب میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور حاکم بنایا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ سے ثابت ہے علاوہ ازیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مردوں کی نسبت عورتیں کم عقل ضعیف القوی ہوتی ہیں اور قدرت نے بھی ان کو ایسا بنایا کہ مرد اور عورت میں فرق رہے اور عورت مرد کی فرمانبردار ہی رہے اگر یہ فرق قدرتی نہ ہوتا تو کوئی عورت مرد کی تابع نہ ہوتی اور اس طرح نظام عالم میں سخت خلل پڑ جاتا۔ مشیت ایزدی اسی طرح تھی کہ عورت مرد کی محکوم رہکر مرد کی مددگار ہو اسلئے مرد کو وہ اختیار عنایت فرمائیں اور اسی کی طرف آیت مندرجہ بالا میں اشارہ ہے پس غیر محرم مردوں کی آزادانہ مجلسوں میں اُن سے افعال ذمیمہ کا صادر ہونا قرین قیاس ہے جو ہماری شریعت میں ممنوع ہے اور جس سے دونوں جہان میں یقیناً سخت گنہگار اور روسیاہ ہونا پڑیگا۔ اسلئے مسلمان شریف بیبیاں اسے ایک عیب کی بات سمجھتی ہیں اور ایسی بے حیا زندگی سے مرنا بہتر سمجھتی ہیں۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کو مردانی صورت بنانا اور مردانی پوشش اختیار کرنا بھی جائز نہیں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چھوٹی بیگم صاحبہ۔ ہندوستانی عورتوں کا لباس کچھ ٹھیک نہیں ایک صوبہ کی رہنے والیوں کا لباس دوسرے صوبہ والیوں سے جدا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے یہاں کوئی نیشنل ڈریس (قومی لباس) مقرر نہیں کیا ہے۔

تمیز۔ آپ کا فرمانا ایک طرح سے درست ہے۔ اس کی وجہ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور کچھ عوام کی جہالت اور ناواقفی ہند کی موجودہ حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ غیر اقوام کی نظروں میں ہماری قوم بہت سے دنیاوی فوائد سے خالی نظر آتی ہے لیکن فی الواقع ایسا نہیں الحمد للہ

کے فضل سے کوئی ایسا جوہر نہ ہوگا جس سے ہماری قوم مالا مال نہو۔ قومی لباس۔ قومی تمدن۔ قومی ہمدردی۔ قومی جوش۔ اسلامی حمیت غرض کل اوصاف موجود ہیں ہاں اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ جہالت۔ افلاس۔ اور غربت کی تاریک گھٹائیں تو ہمارا بہت بڑا حصہ گھرا ہوا ہے جس وجہ سے کل کارخانے درہم برہم ہو رہے ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کے ہاں عورتوں کا قومی لباس کیا ہے؟۔

میں۔ ہمارے مذہب کی مقدس کتاب (قرآن مجید) کے آٹھویں پارہ سورہ اعراف میں خداوند کریم نے لباس کے متعلق عجیب حکیمانہ طریقہ سے یہ تعلیم دی ہے۔ یٰبنی ادم انزلنا علیکم لباسًا یواری سواٰتکم وریشًا ولباس التقوٰی ذالک خیر۔ ترجمہ۔ اے بنی آدم ہم نے تمہیں ایک ایسا لباس عطا کیا ہے جو تمہارے ننگ کو چھپاتا ہے اور (دوسرا لباس) زینت کا عطا کیا ہے اور (ایک اور) پرہیزگاری کا لباس ہے وہی سب سے بہتر ہے۔

اس آیت شریفہ میں کیسے عجیب طریقہ سے لباس ظاہری کے علاوہ پرہیزگاری کی بھی تعلیم دی گئی ہے کہ جس طرح تم اپنے ظاہری ستر کو لباس سے ڈھانکتی اور سجاتی ہو اسی طرح اپنے باطن کو برائیوں سے پاک رکھو اور اسے نیکیوں کے نورانی لباس سے مزین کرو۔ کیونکہ وہ علیم و خبیر خداوند کریم تمہاری ظاہری صورتوں اور زینتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو دلوں کی صفائی اور پاکیزگی کو دیکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تعلیم ہوگی؟۔

اس لئے قرآن شریف میں بندوں کی وضع اور پوشش کے بارہ میں کوئی خاص حکم نہیں آیا ہے جس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ صورت اور وضع سے نفس اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے ہاں اس کے ساتھ ہی ہمارے ہادی برحق بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کیلئے غیر مسلموں سے تشبہ البتہ جائز نہیں رکھی چونکہ ان کا فرق اور تمسک میں تمیز و پہچان کا ہونا لازمی تھا اس لئے ایسے احکام صادر فرمائے جو احادیث اور فقہ کی مستند کتابوں میں موجود ہیں پس ہمارے شرعی لباس کو قومی لباس ہی کہنا چاہیئے۔

ہمارے پاک مذہب میں ایسے کپڑے جیسے - اورہی کی ململ - آب رواں - تنگ - لوٹ جالی ڈوریہ اور خالص ریشمی کپڑے وغیرہ اکہرے پہننا جنسے بدن جھر جھر کر معلوم ہو سخت منع ہے - چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے - رُبَّ کَاسِیَۃٍ عَارِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ - (جو عورتیں آج دنیا میں کپڑے پہنتی ہیں اون میں سے بہت سی قیامت کے روز ننگی ہونگی) یعنی جو بیبیاں ظاہری زیب و زینت سے تو آراستہ رہتی ہیں مگر تقویٰ اور نیکی سے عاری ہوں وہ قیامت کے دن رب جلیل کے سامنے جو دلوں کی صفائی اور پاکیزگی کو دیکھتا ہے ظاہری لباس سے بھی ننگی نظر آئینگی - اللہ تعالیٰ ہر ایک مومن اور مومنہ کو ایسی رسوائی سے بچائے! بقول شاعر - (ایسے کپڑوں سے جو ہوینگے لباس ✦ بوئے جنت بھی نہیں آئیگی پاس)

مختصر یہ کہ اسلام نے لباس کے متعلق بلحاظ سادگی اور عمدگی کے حد اعتدال پر قائم رہنے کی تعلیم دی ہے - یعنی اعلیٰ درجہ کے لباس فاخرہ سے روکا تو نہایت غلیظ اور میلے پلید کپڑے پہننے سے بھی ویسا ہی منع فرمایا - اس لئے شریف بیبیاں یہ کپڑے اس طرح سے نہیں پہنتیں جن سے ذرا بھی کوئی عضو معلوم ہو جائے یا سر کھلا رہے - ہمارا قومی لباس یہ ہے سنگین کپڑوں کی نیچی آستینوں والے بڑے کرتے - دوپٹے - بیچ کی راس کی مہری کے چوڑیدار پاجامے - یا چند کلیوں کے پائینچے والے پاجامے پہننا - سر میں کساؤ اقصا بجانا ہما عزیز و اقارب کے ہاں جانے یا اور کہیں کا سفر کرتے وقت برقع یا سر سے پاؤں تک چادر اوڑھ کر سواری میں قدم رکھنے کا حکم ہے - ان کے علاوہ اس قسم کے اور کپڑے بھی پہن سکتی ہیں جن سے شرعی پردہ پورا پورا قائم رہ سکے اسی طرح سلیم شاہی یا دہلی آگرے کی جوتیاں پہنی جاتی ہیں -

چھوٹی میم صاحبہ - لیکن میں نے تو مسلمان مستورات کو ساری اور چھوٹی چھوٹی کرتیاں پہنے ننگے سر پھرتے اکثر دیکھا ہے -

بڑی میم صاحبہ - میں نے لکھنؤ وغیرہ شہروں میں مسلمان عورتوں کو بہت بڑے بڑے

پائنچوں کے پاجامے جو پانچ چھ گز سے بھی زیادہ ہوتے ہونگے اور باریک چھوٹے دوپٹے پہنے ننگے سر دیکھا ہے اور اکثر اوقات گوشت سے بالکل چپکے ہوئے چونٹ دار پاجامے بھی دیکھے ہیں۔ آپ کا فرمانا واقعی درست ہے۔ ہمارے شہریوں اور خود ہمارے عزیزوں اقارب کے ہاں بھی اسقسم کے بے سروپا لباس ابتک مروج ہیں۔ بعض عورتیں ساری اس بے احتیاطی سے پہنتی ہیں کہ نعوذ باللہ۔ چھوٹی کرتی کا گریبان کھلا ہوتا ہے جس سے گلے کے قریب کا حصہ اور نصف شکم کھلا رہتا ہے بہت بڑے پائنچوں والے پاجاموں کے دونوں پائنچوں کو یا تو ہر لحظہ ہاتھوں میں لئے رہنا پڑتا ہے یا آگے کو ٹانک دیا جاتا ہے جس سے خاصی بے پردگی ہوتی ہے اسی طرح بالکل چست چونٹ دار پاجاموں سے پنڈے کی وضع قطع ظاہر ہو جاتی ہے۔ آپ سے یہ عرض کرتی ہوں کہ کسی انسان کے فعل سے اس کی مذہبی تعلیم اور آئین معاشرت کا پتہ لگانا اس زمانہ میں بڑی غلطی ہے۔ ہمارا پاک مذہب ایسے لغو و لایعنی اور بے حجابانہ لباس کو بالکل منع کرتا ہے لیکن افسوس کہ قوم کے باخبر لوگ بھی اسپر توجہ نہیں کرتے۔ اگر آج قومی لباس کا رواج ہو جاوے تو ہماری بہنوں کو بہت سی مکروہات سے نجات ملجاوے۔ ع

نہیں ہے وقت یار اب بھی اگر ہمت سنبھلنے کی ٭ مسلمانو! اگر تم میں ہے کچھ ننگ و حیا باقی۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ لوگوں کے ہاں کون کون سے گہنے (زیور) پہنے جاتے ہیں؟

میں۔ گہنے کئی قسم کے ہوتے ہیں، جو گہنے شہر کی شریف بیبیاں پہنتی ہیں وہ دیہات کی خواتین کے زیورات سے زیادہ خوبصورت اور سبک ہوتے ہیں۔ مثلاً۔ جھمکے۔ مانگ ٹیکہ۔ گلوبند۔ چوٹی بند۔ پتیاں۔ جھومر۔ نتھ۔ سیتے۔ بالیاں۔ بجلیاں۔ چندن ہار۔ تعویذ۔ ناک کی کیل۔ کمرزیب۔ کمردھنی۔ شمشیر بند۔ تونگے۔ بازو بند۔ جوشن۔ بتانے۔ نورتن۔ پونچیاں۔ انگشتریاں۔ چوڑیاں۔ پٹڑیاں۔ کڑے۔ چھڑے۔ پازیب۔ چھاگل۔ بدھی وغیرہ لیکن یہ سب رواجی زیورات ہیں۔ ہمارے مذہب میں ایسے زیورات کا پہننا جو چلنے پھرنے میں زور سے بجتے ہوں منع آیا ہے جیسے جھانجن۔ چھاگل۔ پازیب وغیرہ۔ بیان تک کہ

بجنے والے زیورات چھوٹی لڑکیوں کو بھی پہنانا درست نہیں افسوس کہ میری مہذب بہنوں کو بھی اس مذہبی حکم کا خیال بہت ہی کم ہے۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ ہم لوگ ایک گھنٹے کے واسطے بھی اتنے زیوروں کا پہننا گوارا نہیں کر سکتے

مین۔ چونکہ آپ لوگ زیور پہننے کے عادی ہی نہیں اسواسطے آپکو یہ جنجال معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے ہماری دیسی بہنیں بھی ساری کی ساری یہ تمام زیورات ایک ساتھ تھوڑا ہی پہنتی ہیں۔ اور اگر ایسا ہو تو فی الواقع جنجال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے لیکن میرے خیال میں حسب مقدور چند ہلکے پھلکے نفیس زیوروں کا پہننا شریف بیبیوں کے لئے کچھ بری بات نہیں۔ مذہباً بھی جائز ہے اور اون کے مصیبت کے وقتوں میں کام بھی آسکتا ہے۔ ہاں آپ لوگ اس سے یہ نہ سمجھیں کہ کانچ اور لاکھ کی چوڑیوں سے یا اسی طرح کی اور مہمل چیزوں سے سارے ہاتھوں کا فضول بھر لینا بھی گہنا پہننے میں داخل ہے۔ جس سے بجز تکلیف اور نقصان کے کوئی فایدہ نہیں۔ میں نے خود مدتوں رواج کے مطابق زیور پہنا ہے لیکن بفضل خدا اب اس سے ایسی ہی نفرت ہوگئی ہے جیسی آگے رغبت تھی۔ خداوند کریم میری اور بہنوں کو بھی اسپر غور کرنے کی توفیق عطا کرے۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی زبانی یہ سنکر بہت خوشی ہوئی۔

مین۔ یہ محض آپکا احسان اور قدر افزائی و ذرہ نوازی ہے۔

پٹنہ عظیم آباد قدیم شہر ہے

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کا مکان کہاں ہے۔

مین۔ پٹنہ عظیم آباد۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ پٹنہ کے گلزار باغ میں میں بھی رہ چکی ہوں۔

بڑی میم صاحبہ۔ کیا پٹنہ بہت بڑا شہر ہے؟

اس کا جواب چھوٹی میم صاحبہ نے اون کو انگریزی میں دیا جسے [illegible] سمجھ سکی اسکے بعد میں بڑی میم صاحبہ کی طرف مخاطب ہو کر بولی:- عظیم آباد [illegible] نے تاریخ [illegible] بہار مؤلفہ جناب مولانا سید علی محمد صاحب شاد عظیم آبادی بولی پڑھی [illegible] اوس میں اسکی آبادی اور ترقی و تنزل کے پہلو کو نہایت وضاحت و خوش اسلوبی سے دکھایا گیا ہے - اس شہر کا نام پاٹلی پوترہ پدماوت اور کوسم پور بھی [illegible] مگر اب پٹنہ یا عظیم آباد پکارا جاتا ہے یہ شہر کامل ۹ میل طول میں اور ایک میل عرض میں [illegible] گنگ کے کنارے [illegible] ہے جس میں پورے دو لاکھ خلق خدا بستی ہے مشہور [illegible] زمانہ قدیم میں یہ ہندو راجہ چندر گپت کا پایۂ تخت تھا مسلمانوں کی سلطنت میں بھی اس جگہ نواب گورنر کا صدر مقام تہا اور اسی وجہ سے اب تک دار السلطنت مشہور ہے - اسوقت بھی اگرچہ شہر کی حالت تنزل پر ہے - طاعون اور وبا نے چن چن کے لوگوں کو ہلاک [illegible] کیا ہے لیکن [illegible] میں تو اسے اب بھی دار العلوم - دار الدولت اور گنج شرفا سمجھتی ہوں - ہر فن [illegible] ہر پیشہ کے لوگ وہاں آباد ہیں - غرباء [illegible]
آپ ہی نظیر ہے -

بڑی میم صاحبہ - پٹنہ میں کون کون سی قدیم اور جدید عمارات قابل دید ہیں ؟ -

میں - اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کرسکتی ہاں جو کچھ تاریخ میں پڑھا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کی زبانی سُنا ہے وہ گذارش کئے دیتی ہوں - قدیم عمارات میں ہندوؤں کے بڑے دیوتا پٹنہ دیوی جی کا مندر ہے جہاں ہندو درشن کو جاتے ہیں - دریائے گنگ بہتا ہے دوسرے سکھوں کے گرو گوبند جی کا مولد ہے اور ہر مندر کی بڑی عمارت سنگ مرمر اور سنگ موسے کی بنی ہے مسلمانوں کی عمارات میں - جامع مسجد - شیر شاہ کی مسجد - خواجہ عنبر صاحب کی مسجد - پتھر کی مسجد - سیف خان کا مدرسہ - شاہ ارزان کی درگاہ کچی درگاہ - شاہ معروف - شاہ منصور کی قبر - شاہ پیر دمڑیہ کا مزار - جعفر خان کا باغ تین پولیہ - ولندیز کا پشتہ - گول گھر - پادری کی حویلی - انگریزی قبرستان شیخ مٹھا کی

گڑھی جسے اب منگل تالاب کہتے ہیں۔ اور قلعہ کی منہدم عمارات ہیں۔ جدید عمارات میں خدا بخش خان صاحب کا کتب خانہ۔ پٹنہ کالج۔ افیون کی کوٹھی۔ بہار نیشنل کالج میڈیکل کالج زنانہ شفاخانہ۔ انجینیرنگ کالج۔ محمد بجان کی مسجد۔ سکندر منزل۔ بادشاہ منزل۔ نارمل سکول۔ پیارے صاحب مرحوم کا عالیشان مکان جس میں ندوہ کا جلسہ ہوا تھا۔ اور اب عالیجناب نواب گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی تیار ہو رہی ہے۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ پٹنہ سے اخبارات بھی نکلتے ہیں یا نہیں بہو۔

میں۔ اس کی بھی مجھے ٹھیک خبر نہیں کہ کتنے اخبارات اور رسالے نکلتے ہیں۔ ہاں سوائے الپنچ کے مسلمانوں کا کوئی ایسا قومی اخبار نہیں نکلتا جس سے قوم اور ملک کو فائدہ پہونچے اور جو ہر طرح کی قومی فلاح و بہبود کے وسائل سوچے اور قوم کی جائز حمائت کا حق ادا کرے۔ افسوس ایسی کوئی انجمن بھی نہیں جس سے اشاعت اسلام ہو اور یتیم اور مسکین بچوں کی پرورش اور تعلیم کا ذمہ لے۔ اس سے آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ عظیم آباد ایسے لوگوں سے بالکل ہی خالی ہے خدا کے فضل سے وہاں علماء و فضلاء۔ شعراء۔ رؤساء۔ اور ہزاروں ڈگری یافتہ وکیل بیرسٹر موجود ہیں۔ اگر چاہیں تو چشم زدن میں۔ وطن۔ وکیل۔ البنجم۔ کرزن گزٹ۔ الہادی اور الندار الاسلام وغیرہ اسلامی پرچوں کے دوش بدوش ایک کیا کئی اخبار و رسالے جاری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جس سال عظیم آباد میں ندوۃ العلماء کا عظیم الشان جلسہ ہوا ہے اوس وقت یہ امید بندھ گئی تھی کہ اب بہاری مسلمانوں کا مذہبی علمی۔ اور قومی جوش زندہ ہونے والا ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ وہ تمام امیدیں موہوم نکلیں۔ خداوند کریم اب بھی انہیں جلد بیدار کرے تاکہ میری آرزو پوری ہو۔ آمین ۔

قوم کی اپنی ترقی ہو سدا۔ ✤ ہے خدا سے یہ دعا صبح و مسا۔

پردہ کی بحث پر میموں کے سوالات

بڑی میم صاحبہ۔ ہیں آپ سے پردہ کی رسم کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔
میں میں کس لائق ہوں مگر خیر جو کچھ جانتی ہوں عرض کروں گی۔
چھوٹی میم صاحبہ۔ ہمارا بھی شک دور ہو جاوے گا۔
بڑی میم صاحبہ۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کے ہاں پردہ کی رسم بہت ہی سخت ہے۔
میں۔ چونکہ آپ لوگ آزاد رہتی ہیں اس لئے مسلمانوں کی اس رسم کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتی اور برا خیال کرتی ہیں۔
بڑی میم صاحبہ۔ مسلمان لوگ اپنی عورتوں کو جبراً اس سختی سے پردہ میں قید رکھتے ہیں۔
میں۔ معاف فرمایئے آپ لوگوں کا یہ خیال درست نہیں مسلمان شریف بیبیاں اپنی خوشی پردہ میں رہنا چاہتی اور اس محترم مذہبی رسم پر فخر کرتی ہیں۔ مرد ہو یا عورت جبراً کوئی کب تک کسی کا حکم مان سکتا ہے؟۔ آپ لوگوں نے اکثر سنا ہوگا کہ پردہ نشینوں میں بھی بعض نکل جاتی ہیں۔ وہ کیوں؟۔ اس کی بڑی وجہ اون کی ذاتی شوخی اور بے حیائی ہے جو صحبتِ بد سے خیالات کو بگاڑ کر طبیعت میں آزادی اور رنگینی پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن مرد اون کو زبردستی پردہ میں رکھتے ہیں اسلئے جب اون کو موقع ملتا ہے نکل بھاگتی ہیں۔ اور اس طرح پردہ اور پردہ دار بیبیوں کو بدنام کرتی ہیں۔ اصل میں یہ سارا قصور اونکے والدین کا ہے جو غفلت اور لاپروائی سے بچپن ہی میں لڑکیوں کی طبیعت مزاج اور روش کا اندازہ نہیں کرتے۔ لاڈ پیار میں اونکو انہی کی مرضی پر چھوڑ کر خودسر بنا دیتی ہیں اور آوارہ و بے حیا بازاری عورتوں کے میل جول اور جھوٹے قصہ۔ فسانے ناول۔ اور بیہودہ غزلوں کی کتابوں کے مطالعہ سے نہیں روکتے ہیں۔
چھوٹی میم صاحبہ۔ کچھ ہی سہی مگر ہمارے خیال میں تو پردہ کی رسم صریح ظلم ہے بیچاری

در میں چار دیواریوں کے اندر قید رہتی ہیں جس سے اُن کی صحت کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ تازہ ہوا کھانے چلنے پھرنے اور ٹہلنے تک کو ترس جاتی ہیں گویا عورتیں خدا کی مخلوق ہی نہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ (میری طرف مخاطب ہو کر) بیشک۔ کیا آپ یہ بیان کر سکتی ہیں کہ مسلمان شریف یہاں کیوں پردہ میں [illegible] ہیں ہم لوگ تو شاید [illegible] بھی ایسی قید گوارا نہ کر سکیں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ [illegible] اور ان بیچاریوں کی حالت پر ترس کھایا۔ میرے نزدیک یہ [illegible]۔

بڑی میم صاحبہ۔ میں پائونیر اور [illegible] اخبارات روزانہ مدت سے پڑھتی ہوں۔ رسم پردہ کے خلاف بمبئی اور علیگڈھ کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اکثر مضامین دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ آپ اس رسم کو مذہبی کہکر تائید کرتی ہیں۔

میں۔ جی ہاں مجھکو بھی معلوم ہے کہ علیگڈھ کی تعلیمی کانفرنس میں ہر سال یہ مسلہ اور مہتم بالشان مسلہ نئی نئی رنگ آمیزیوں سے پیش ہوا کرتا ہے جسکی تردید اور تائید میں قومی اخبارات کے کالم ہمیشہ سیاہ نظر آتے ہیں۔ یہ ایسا نازک مسلہ ہے جسمیں مخالف جماعت کو انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز کامیابی نہ ہوگی۔

بڑی میم صاحبہ۔ مجھکو آپ پردہ کے متعلق اپنے مذہبی احکام بتایئے اور اُس کے بعد عقلی دلایل سے بھی ثابت کیجئے کہ یہ رسم پردہ مسلمانوں کے واسطے اس زمانہ میں بھی مفید ہے؟

چھوٹی میم صاحبہ۔ اگر مذہبی حکم ہوتا اور مسلمانوں کے حق میں مفید بھی یعنی اون کی ترقی میں سدراہ نہ ہوتا تو بڑے بڑے معزز مسلمان ریفارمر (مصلحانِ قوم) جو علوم جدیدہ کے ماہر اور زمانہ کے حالات سے باخبر ہیں کبھی اُسکے خلاف لکچر نہ دیتے اور نہ یہ کہتے کہ مسلمانوں کی قوم اُسوقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ پردہ کی قبیح رسم نہ اوٹھا دی جاوے۔

بڑی میم صاحبہ۔ ایسے مصلحان قوم یہ بھی کہتے ہیں کہ ممالک اسلام یعنے عربستان۔ ترکستان

اور افغانستان وغیرہ میں پردہ اس سختی سے نہیں برتا جاتا جیسا کہ ہندوستان میں ہے وہاں عورتیں آزادی سے گھر بار کا انتظام اور کام دھندا کرتی ہیں۔ پھر کیوں ہندوستان میں بھی ویسا ہی پردہ مروج ہو۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ سے ملاقات کرنیکی بڑی وجہ انہی سب باتوں کی تحقیقات تھی کیونکہ ہمنے سنا تہا کہ آپ تعلیم یافتہ ہیں۔

سوالات کے جوابات قرآن مجید اور احادیث شریف

مجھ میں تو اتنی لیاقت نہیں کہ آپ لوگوں کے سوالات کا کما حقہ جواب دے سکوں اور اپنی محترم رسم پردہ کی خوبیوں کو پوری طرح سے بیان کرسکوں تاہم پردے کے متعلق جو کچھ مذہبی حکم مجھکو معلوم ہیں جن سے راسخ الاعتقاد اور دیندار مسلمان منحرف نہیں ہو سکتے مختصراً عرض کرتی ہوں اوس کے بعد انشاء اللہ تعالی عقلی دلائل سے بھی ثابت کردوں گی کہ موجودہ پردہ ہندوستانی مستورات کے حق میں عین رحمت الہی ہے اگر آپنے انصاف سے کام فرمایا تو یکطرفہ ڈگری جو اسوقت آپ لوگوں کے دلوں پر نقش ہے شافی جواب پاکے بہت کچھ ترک کردیں گی میں آپ لوگوں کی اس عزت افزائی کی بدل مشکور ہوں کہ مجھ جیسی بے علم کو آپنے اس لائق سمجھا اب غور سے سنئے۔ آج سواتیرہ سو برس کے قریب عرصہ گذرا کہ اسلام اور بانئے اسلام صلعم نے مسلمانوں کو وہ حقوق بخش دئے کہ تا قیامت بھی اسلامی احکام انسانی زندگی اور فطرت کے خلاف نہ ہوں۔ چاہے زمانہ کیسے ہی پلٹے کھائے سنئے! مسلمانوں کے مذہب کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر ہے قرآن مجید کلام خدا ہے اور احادیث و سنت اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے مجموعہ کو شرع شریف کہتے ہیں۔ یہ بات روشن ہے کہ آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کے بعد مسلمانوں میں کئی فرقے ہو گئے اور ہر فرقہ کے لوگوں نے مختلف ذرایع اور طریقوں سے احادیث شریف کو جمع کیا جس طرح آپکے ان

رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ وغیرہ فرقے قدیم سے موجود ہیں۔ مجھکو یہاں کسی فرقے کے معتقدات سے بحث کرنا مقصود نہیں ہاں اہل سنت والجماعت کے نام سے جو فرقہ مشہور ہے اور جس کی پیروی کی عزت میرے خاندان کو بھی حاصل ہے اون کی نسبت اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس فرقے کے لوگ شرع شریف کے پورے فدائی[1] ہیں۔ انکا دار و مدار۔ قرآن مجید احادیث شریف اور اجماع امت و قیاس صحیح پر ہے۔ ایسے اشخاص جو صرف قرآن مجید کو ماننے کے مقر ہوں اور احادیث رسول مقبول صلعم کا منکر کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے پس یہ مسئلے جو میں اب بیان کرتی ہوں۔ قرآن مجید۔ احادیث شریف اور فقہ کی مستند کتابوں سے ہیں۔ قرآن پاک کی سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل للمومنین یغضوا من ابصارھم" (ترجمہ۔ اے نبی مسلمان مردوں سے کہدو کہ جب کسی نامحرم عورت کا سامنا ہو جائے) تو اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اور اسی طرح عورتوں کو بھی غیر مردوں کی طرف نگاہ کرنے سے منع فرمایا۔ قل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن (ترجمہ اور مسلمان عورتوں سے بھی کہدو کہ (اجنبی مرد کے دیکھنے سے) اپنی نظریں نیچی رکھیں نبیؐ کریم نے یہ احکام اسلئے صادر فرمائے کہ نظر بازی کا سدباب ہو جائے جسکا نتیجہ ہمیشہ شرمناک اور روسیاہی کا باعث ہوتا ہے۔

اب دوسری جگہ اسی سورۂ شریف میں فرماتا ہے۔ "ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن" (ترجمہ۔ عورتیں اپنی آرایش کو ظاہر نہ کریں مگر جو اسمیں سے چار و ناچار ظاہر ہو (چھپ نہ سکے) اور چاہیئے کہ اپنے دوپٹوں کو بکے گریبانوں میں ڈالے رہیں) پھر اس سے آگے سائل کو سورۂ احزاب کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونساء المومنین یدنین علیھن

---

[1] اس فدائی کے لغوی معنے مراد ہیں نہ اصطلاحی کیونکہ اصطلاحی معنے فدائی ایک فرقہ ہے۔ فرق باطنیہ شیعہ غالیہ جس کے لوگ سنہ ۳۰۰ ہجری میں فدائیان اسمٰعیلی کے نام سے موسوم رہے ہیں۔

مِن جَلَابِیبِهِنَّ ۔ [ترجمہ۔ اے نبی اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں
سے کہدو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں ڈھانک لیں] ۔ پھر فرماتا ہے ۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا
تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۔ [ترجمہ۔ اپنے گھروں کی چار دیواری میں ٹکی رہو
اور اگلی جاہلیت کے ظاہر کرنے کی طرح تم اپنی زینت ظاہر نہ کرو] اب اسی سورہ شریف میں
اس سے آگے مردوں کو تاکید فرماتا ہے ۔ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ
حِجَابٍ ۔ [ترجمہ۔ جب تم نبی کی بیبیوں سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے باہر کھڑے
ہو کر مانگا کرو] ۔ انہی آیات کے حوالے سے ایک شاعر صاحب فرماتے ہیں ۔؎

قرآں میں بہت جا پہ ہیں آیات صریح ۔ + ہے سورہ احزاب میں پردہ کا نشاں ۔

یہ کل احکام تو خاص اس مقدس کتاب کے ہیں جسکا محافظ خود خداوند عالم ہے اور جو مسلمانوں
کے پاس تاقیامت اوسی آب و تاب سے رہے گی جس طرح وہ ان تک پہنچائی گئی ہے اور جسکو
دیگر مذاہب عالم کے لوگوں نے بھی دبی زبان ہی سے سہی مگر ایک زندہ جاوید الہامی اور خدائی کتاب
ماننا ضرور ہے ۔ اب احادیث صحیحہ بھی ملاحظہ ہوں ۔ ترمذی شریف میں وارد ہے ۔ عَنِ ابْنِ
مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ
فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عورت ستر ہے پس جبکہ پردے سے نکلتی ہے
تو شیطان اچھا کر دکھاتا ہے اوس کو مردوں کی نظروں میں ۔ مطلب اسکا یہ ہوا کہ جسطرح
ستر کا کھولنا برا ہے اور گناہ ہے ویسا ہی عورت کا بے پردہ عوام کے سامنے آنا مذموم ہے ۔
شعب الایمان میں وارد ہے ۔ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ ۔ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ
بات پہنچی کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور اس پر جو
طرف دیکھا گیا ۔ حاصل اسکا یہ کہ جو قصداً کسی اجنبی عورت کیطرف دیکھے یا جو عورت اپنے آپ

کو دکھائے انپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی۔ ان احادیث شریفہ سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے
ہم لوگوں کو پردہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے انکے خلاف کسی روایت قوی یا ضعیف سے بے پردگی کا جواز ہرگز ثابت
نہیں بلکہ جسقدر دیکھئے پردہ کی خوبیاں اور اسکے منافع اور بے پردگی کی خرابیاں اور نقصانات مذکور ہیں یہاں تک
پردہ کی تاکید ایک صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمو الموت یعنی عورت کے دیور جیٹھ
اسکے لئے موت ہیں اون سے پردہ ضرور چاہئیے لیکن فی زمانا مطلق اسکی پابندی نہیں کیجاتی اور اب تو
انگریزی داں مسلمان سرے سے پردہ ہی کے دشمن ہوتے جاتے ہیں۔ اللھم ارحم۔

چھوٹی بیگم صاحبہ۔ آپکی مسلسل تقریر سے یہ تو ضرور ثابت ہوگیا کہ مذہب اسلام میں عورتوں کو
پردہ میں رہنے کی سخت تاکید آئی ہے اور بیشک یہ اسلامی رسم ہے لیکن اس بیان سے یہ نہیں معلوم ہوا
کہ پردہ کیسا اور کس طرح ہونا چاہئیے؟

میں۔ اب ان مسائل کو بھی سن لیجئے جو گذشتہ تیرہ سو برس میں۔ صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ مجتہدین۔
محدثین۔ و متقدمین نے الٰہی مقدس احکام کے مطابق قائم کئے کیا اب میں ایسی اندھی بن جاؤں کہ آجکل
کے انگریزی تعلیم یافتوں کی انوکھی تجاویز کو۔ جو دینی علوم اور اسلامی قوانین سے اکثر بے خبر ہوتے ہیں۔
ایسے بزرگان دین پر ترجیح دوں جنکی طفیل ہم لوگوں کی آتنی وقعت آج بھی باقی ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ؎

ہرگز نہیں ہے ہرگز ممکن نہیں ہے ممکن ٭ ہونا نہیں ہے ایسا ہوجائے گر قیامت

مسئلہ (۱) عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنا چاہئیے اجنبی مرد کے سامنے ایک بال بھی نہ
کھولنا چاہئیے بلکہ کنگھی کرنے میں جو بال ٹوٹتے ہیں وہ اور کترے ہوئے ناخن بھی کہیں ایسی جگہ ڈالے کہ
کسی غیر محرم مرد کی نگاہ نہ پڑے اسی طرح اپنے بدن کے کسی عضو کو بھی غیر محرم مرد کے کسی عضو سے لگانا درست نہیں
مسئلہ (۲) جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا اور ایسی جگہ کھڑا ہونا جہاں کوئی دوسرا اسے دیکھ
سکے ہرگز جائز نہیں ناف سے لیکر زانو کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں بعض عورتیں اسکا خیال
نہیں کرتیں یہ بڑی بے حیائی ہے۔
مسئلہ (۳) جسطرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن دکھانا درست نہیں اسی طرح تاک جھانک کر کے مردوں

کو دیکھنا بھی جائز نہیں جو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مرد و سے ہمکو نہ دیکھیں چاہے ہم انکو دیکھ لیں تو کچھ ہرج نہیں وہ سراسر غلطی کرتی ہیں دروازوں کی درازوں سے یا کوٹھے پر سے جھانکنا وغیرہ سب ناجائز ہے ۔

مسئلہ (۴) اپنے پیر اور لے پالک لڑکے کے سامنے آنا بھی ایسا ہی ہے جیسے غیر مردوں کے سامنے آنا ان سے بھی وہی برتاؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح جو نامحرم ہیں جیسے دیور ۔ جیٹھ ۔ بہنوئی ۔ نندوئی ۔ چچازاد ۔ پھوپھی زاد ۔ ماموں زاد اور خالہ زاد بھائی وغیرہ شرع شریف میں بلحاظ پردہ کے غیر ہیں ان سب سے بھی پردہ کرنا چاہیئے ۔

مسئلہ (۵) ہیجڑے ۔ خوجے اور اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں ۔

مسئلہ (۶) ایسی عورتیں جیسی اہیرن ۔ تنبولن ۔ کنجڑن ۔ دھوبن ۔ بھنگن ۔ چماری ۔ وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کے سامنے بھی سوا منہ اور کلائی تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے کسی اور ایک بال کا کھولنا بھی ناجائز ہے ۔

یہ ہیں وہی احکام جو غیر مردوں سے پردہ کرنیکے بارہ میں مینے مختصراً گذارش کر دیئے ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی باریک مسئلے ہیں جنکے بیان کی ضرورت نہیں کیا کوئی ہمارا ہم مذہب مسلمان ان مسائل سے منکر ہو سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ خواہ وہ اہل تشیع بھی ہو ایک شاعر صاحب نے انہی مسایل کو یوں نظم کیا ہے ۔ نظم ۔

اجنبی ہیں جیٹھ دیور آپکے	یعنی سب اخوان شوہر آپکے
اسلیے فرماتے ہیں خیر الوریٰ	موت ہیں یہ انسے تم چھپنا سدا
بھائی منہ بولا ہو یا شاگرد ہو	غیر ہے پردہ کرو اسے ہو یو
آپکا بہنوئی جو ہے غیر ہے	اوس سے پردہ ہو اسی میں خیر ہے
خالہ پھوپھی اور ماموں کے پسر	اور چچا کے بیٹے سب اے بے خبر
غیر ہیں اُن سب سے چھپنا چاہیئے	جس طرح ممکن ہو پردہ چاہیئے
الغرض جن جنسے جائز ہے نکاح	اُنسے کب بے پردہ رہنا ہے مباح

عقلی اور نقلی دلایل پردہ مروجہ کے اثبات میں

اس پُر آشوب زمانہ میں فتنہ ۔ فساد ۔ بدطینتی اور بد افعالی کی جیسی کثرت ہے وہ باخبر حضرات اور بہنوں پر مخفی نہیں اور نہ کوئی سنجیدہ خیال اس سے انکار کر سکتا ہے ۔

خوف خدا مدِ نظر رکھنے والے اچھے خیالات کے لوگ جیسے عنقا صفت ہیں وہ بھی پوشیدہ نہیں
بہتیرے ایسے بھی حضرات ہیں جنکے اسمائے گرامی منشی ماسٹر۔ اور مولوی کے معزز القاب
سے ملقب ہوتے ہیں لیکن اون کے باطن نور ایمان وحق پرستی کی دولت بابرکت سے
بالکل خالی ہیں۔ خود غرضی نفس پرستی بدوضعی اور بدطینتی سے ملبب شب و روز انہی خیالات
اور گندے منصوبوں میں منہمک۔ کہ فلاں عورت خوبصورت یا مالدار ہے کسطرح اس سے محبت
وارتباط پیدا ہو۔ اس کو ان خیالی اور شیطنت آمیز گندی طبیعت کے جذبات اور خواہشات
کی تکمیل میں ہزار ہا فریب۔ لاکھوں حیلے اور کر بنا بنا کر اوس عقل کی ماری کو دام تزویر میں
پھانس کر عفت وعصمت کی لازوال دولت کی آب وجوہر کو چشم زدن میں برباد کر
دینے اور اس طرح اپنا نام نامی جہنم کی سچی وراثت میں درج کرا لیتے ہیں جنکے شاہد ہر قوم اور
ملک کے اخبارات ہیں جب زمانہ کی یہ حالت ہے تو آپ لوگ خیال فرما سکتے ہیں کہ پردہ
کی علت اور حجاب کی غرض وغائیت مستورات کیلئے خواہشات نفسانی خواہشات اور
بری نیتوں سے بچے رہنے کے علاوہ اور کیا ہے؟ ۔ بےپردگی کے برے نتایج خود اپنی
ہی قوم کی بےپردہ عورتوں کے عبرتناک اخلاقی حالات سے ظاہر ہیں۔ یہ عورتیں کیسی قابل
نفرت معلوم ہوتی ہیں۔ موجودہ پردہ کے دلائل اور محاسن سنئے۔ پھر خود فرمائیے کہ پردہ
نشین خواتین میں اور آپ لوگوں میں کیا فرق ہے؟۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ کل سوالات کے مکمل جواب دیجئے۔ میں ہمہ تن متوجہ ہوں۔

میں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ خداوند کریم نے آپ لوگوں کو فی زمانہ برسر حکومت صاحب
تاج وتخت اور صاحب سیف وقلم بنایا ہے اسلئے عموماً بازاری شہدے اور بدمعاش
آپکے شاہانہ رعب وداب سے خوف کہاتے ہیں۔ کوئی ناجائز حرکت تو درکنار آنکھ بھر کر دیکھنے
کی بھی کسی کو جرات نہیں پڑتی جس گلی کوچے میں چاہیں گشت لگاتی پھریں کچھ کھٹکا نہیں
خداوند کریم نے رعب سلطنت کو ایسی ہی طاقت بخشی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ

لوگ لکھنا پڑھنا بخوبی جانتی ہیں ہر موقع کے مناسب اپنی داد و فریاد بہ سہولت کر سکتی ہیں اسی لئے پولیس اور دیگر حکام متعلقہ کو فوراً بلا چون وچرا تفتیش کرنی پڑتی ہے اور مجرم کو کچھ نہ کچھ سزا ضرور ہو جاتی ہے جس سے دوسروں کے دلوں میں خوف بیٹھ جاتا اور خاصہ سبق عبرت ملتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہندوستانی عورتیں بچاری عموماً جاہل ہوتی ہیں اور انہیں آپ لوگوں کا سا رعب و وقار اور عزت و اعتبار بھی قدرتاً حاصل نہیں میرا مدعا فاتح اور مفتوح قوم کے قدرتی فرق سے ہے جس سے سرکاری عمائد کی نظروں میں اُن کی قدر و منزلت آپ لوگوں کی سی ہو۔ اخبارات کے ذریعہ اکثر ایسی افسوسناک خبریں آپ کے ملاحظہ سے گذرتی رہتی ہونگی کہ باہر پھرنے والی فلاں ویسی عورت فلاں مقام پر بدمعاشوں اور لچوں کے ہاتھوں ستائی گئی اس کی بے آبروئی ہوئی اور بیچاری کوئی انتقام نہ لے سکی۔ اگر کسی خداترس بندے نے وقوع کے عین موقع پر حکام کو رپورٹ بھی دی تو پولیس کے بعض نابکار اہلکار اسے تسلی و تشفی دینے کے بجائے اور اُلٹے اُسی کے گلے کا ہار ہو کر دوران تفتیش میں یا تو طرح طرح سے ڈانٹ بتاتے ہیں یا اپنی مٹھی گرمانے اور نفسانی خواہش پوری کرنیکی فکریں کرتے ہیں۔ اُن کو یہ خوب معلوم ہے کہ ہندوستانی مستورات میں یہ ہمت و جرأت کہاں کہ اپنی داد فریاد حاکم اعلیٰ تک پہنچائیں اون کی فریادوں کا حشر تو ہماری ہی جھوٹی سچی رپورٹوں پر منحصر ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب گورنمنٹ کے معتمد حکام اعلیٰ کو ایسی واردات کا پورا پورا پتہ چل جاتا ہے تو پھر وہ ایسے نفس پرست بددیانت اہل کاروں کو چھٹی کا دودھ یاد ہی کرا دیتے ہیں۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے معاذاللہ من ذلک ایسی پُرخطر اور اندیشناک حالت میں عورتوں کو گھروں سے باہر نکالنا اور پردے کی محترم رسم کو اوٹھا دینا کیا کوئی مسلمان گوارا کرے گا ؟ ۔ اور کیا میری شریف النفس بہنیں بھی اسے پسند کرینگی ؟ ۔ ہرگز نہیں ۔ بے پردگی کے برے نتایج پر ہر شخص کو خیال کرنا چاہیئے کون نہیں جانتا کہ دنیاوی امور میں خداوند کریم نے ہم لوگوں پر اپنے شوہر کی فرمانبرداری

اطاعت اور خوشنودی کو فرض کردیا ہے بلکہ ایک طرح سے مدار نجات اسی پر ہے۔ لیکن اسکا
یہ مطلب نہیں کہ شوہر یا ساری دنیا کے لوگ یک زبان ہوجائیں اور شریعت حقہ کے ایک
اہم ارشاد کو لا کر کسی حیلہ سے ہماری عفت وعصمت کی بربادی پر تل جاویں تو اسوقت بھی
ہمیں اون کی پیروی ہی کرلی چاہئیے ہرگز نہیں۔ بقول شخصے ؎

جتنے ہیں خالق کی تقصیروں کے کام ۔ اُن میں ہے مخلوق کی طاعت حرام
وہ میاں ہو پیر ہو استاد ہو ۔ کوئی ہو ہرگز نہ مانو بیو یو!۔

اگر کسی بدبخت مسلمان کی غیرت وحمیت اور عقل وشرافت اس امر کو جائز رکھے کہ اُسکی
بہو بیٹیاں بے پردہ ہوکر آزادی سے کوچہ وبازار کی سیر کرتی پھریں لوگ اون سے اور وہ لوگوں
سے نظربازیاں اور ہنسی مذاق کریں۔ گالیاں کھائیں تو ایسے بے شرم اور احکام خدا اور رسول
مقبول صلعم سے گریز کرنے والے قوم کے دشمن ہیں اللہ تعالےٰ اونہیں ہدایت کرے۔
اور شریف بہو بیٹیوں کو اون کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین ؎

نیکی وپارسائی عورات کا ہے حصہ ۔ عصمت ہے اُن کی قیمت عصمت ہے اسکا گہنا

اسی طرح عرب اور دیگر ممالک اسلام میں مسلمانوں کی سلطنت ہے۔ احکام شرع جاری
ہیں مجال کیا کہ کوئی آنکھ اُٹھاکر کسی کو دیکھ سکے۔ اسلئے وہاں کا موجودہ پردہ بھی وہاں کی
مستورات کے عفت کی محافظت کے لئے کافی ہے علاوہ ازیں اُن لوگوں کا طرز تمدن۔
طریق بود وباش۔ ملک کی آب وہوا سب ہندوستان سے جدا ہے۔ وہاں کے لوگ
عموماً پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ بُرے فعلوں سے دلی نفرت رکھتے اور کوسوں بھاگتے ہیں
نشہ کہ جو کل افعال بد کی جڑھ ہے حرام مطلق سمجھتے ہیں نہ نکاح کرنے میں تکلف اور نہ طلاق دینے
میں قیل وقال۔ پس ٹرکی اور عرب کی مثال دینے والوں کو پہلے یہاں احکام شرع جاری کرنے
چاہئیں اور پابند شرع ہوکر اسلامی حدود قائم کرلی چاہئیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ مخالفین پردہ
لکچر دیتے [illegible] ہی کے دھنی ہیں خود کرکے نہیں دکھاتے۔ اس سے صاف ثابت ہے

کر حتی المقدور اپنے لوگوں سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے اور شائستہ رکھا [illegible]

پاک طینت ماں بہنوں نے اونہیں لعنت کا طوق پہنایا۔ جس سے اونکی ساری [illegible]

خاک میں مل گئیں۔ بعض خودغرض حضرات نے پردہ کی مخالفت میں بہت سی کتابیں [illegible]

اون میں صریح مغالطہ دہی سے کام لیا ہے جیسے حقوق نسوان کے فاضل مصنف نے آیات

قرآنی کی اُلٹی سیدھی تاویلیں کر کے منشار خدا ورسول سے بیخبر نوجوانوں کیلئے ٹھوکریں

کھانے کا خاصہ سامان کر دیا ہے ایسی ہی اور بھی کئی کتابیں حال میں لکھی گئی ہیں اور اخباروں میں

آئے دن فتنہ انگیز مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ لیکن آپ لوگوں کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ خود

اُن لوگوں کے ہاں بھی پردہ اسوقت تک قایم ہے۔ سبحان اللہ کیا مخالفت اور بیزاری ملک

ملت ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ پردہ نشین بیبیوں کو تازہ ہوا نہیں ملتی اسلئے

اُن کی صحت میں اضمحلال پیدا ہوتا ہے خداوند کریم کے فضل سے پردہ نشین بیبیاں باہر

کی پھرنے والیوں سے زیادہ تندرست ہوتی ہیں اور اب بھی سَو سَو برس تک کی عمریں

پاتی ہیں۔ اس کے علاوہ میرے ناچیز خیال میں اُن لوگوں کا یہ کہنا اونکے ایمان کی کمزوری

ثابت کرتا ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ موت حیات سب خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

بغیر اوس کے حکم کے پتہ نہیں ہل سکتا۔

موت کا وقت مقرر ہے آن آجائل | یہ بھلا موت [illegible]

اب یہ کہنا کہ پردہ نشین بیبیاں مثل قیدیوں کے دائم الحبس ہیں محض غلط ہے۔ [illegible]

[illegible] الغرض [illegible]

خیالات [illegible]

بال شادی و غمی کی تقریبوں میں [illegible]

[illegible] تک [illegible]

نوٹ۔ اس کتاب کا نہایت معقول اور متین [illegible]

مدینہ منورہ سے بلا روک ٹوک مستفید ہوتی ہیں کیونکہ وہ خوف سے گلی کوچوں کی خاک
پھانکنے میں ہے ریل اور جہاز پر جاتا رہتا ہے اب آپ ہی فرمائیے کہیں قیدیوں کو بھی ایسی
آزادی میسر ہوتی ہے۔ قیدی اپنے جرائم کی وجہ سے قابل نفرین ہیں اور پردہ نشین بیبیاں
اپنے تقدس و پاکدامنی کے باعث واجب العزت اور اپنی عصمت کی آپ محافظ ہیں اور امور
خانہ داری میں بحیثیت ایک آزاد فرمان روا کے ہیں اونکو جو حکمرانی چاردیواری میں حاصل
ہے قیدی کو بقید حراست تمام جہان چھانے سے حاصل نہیں سچ تو یوں ہے کہ ہندوستان کی
موجودہ مکروہ وابتر اخلاقی حالت نے ہم لوگوں کو ایسی سختی سے پردہ کرنے پر مجبور کیا ہے
اسلئے میرا دلی خیال ہے کہ پردہ جسقدر سختی اور پابندی سے برتا جائیگا۔ اوسی قدر ہماری درماندہ
بے بس اور مفلس قوم بیرونی صدموں اور خرخشوں سے امن میں رہیگی۔ ہاں تعلیم اور
علی الخصوص مذہبی تعلیم جس کی ہماری قومی بہنوں میں بڑی کمی ہے۔ ذرا اعلیٰ درجہ کی ہونی
چاہیئے۔ ان وجوہات کے علاوہ اور بھی بہتیری باتیں ہیں جنکا تذکرہ آپ لوگوں کی سمع خراشی
کا باعث ہوگا۔ مختصر یہ کہ پردہ کی محترم رسم ہماری بہنوں کی عفت وعصمت کی محافظ
نگاہ بد سے بچانے والی اور صدہا بیرونی صدموں اور نفسانی جذبات کے خمیازہ سے مامون و
مصئون رکھنے والی۔ اور عیوب پوشی کے لئے سایۂ عاطفت اور پہلا رکن ہے۔ اور اسلام
کے افضل ترین قانون نے جو حقوق عورت کی جنس ضعیف ولطیف کو بخشتے ہیں اونمیں
یہ ایک اچھی یادگار ہے۔ اسلئے اسکے مخالفوں کی بے سروپا تقریریں میرے ناچیز خیال
میں پاگلوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں میں تو ایسی بلوا اس کو نہایت تحمل اور صبر
سے پڑھ کر خداوند کریم کے حوالے کرتی ہوں۔ خدا تعالیٰ میری بہنوں کو توفیق دے کہ وہ
اس جوہر بے بہا اور گوہر آبدار کی دل سے قدر کریں اور جہانتک ممکن ہو اس بے ایمان اور
گمراہ زمانہ میں اس پاک رسم کو اور سختی سے برتیں کیونکہ خاندانی ننگ وناموس اور عفت وعصمت
کی کامل حفاظت مونھہ چھپاکر اور برقعہ یا نقاب ڈالکر بھی گھر سے باہر قدم نکالنے میں ہے کسی

اجنبی سے بولنے میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جب میں یہ کہہ رہی تھی میرا دل میرے قابو میں نہ تھا میم صاحبات نہایت خموشی سے سُن رہی تھیں۔ اور جب میں چپ ہوئی تو بڑی میم صاحبہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی اس جوشیلی اور مدلل تقریر کو سنکر میں بہت محظوظ ہوئی جو کچھ کہا بہت مناسب ہے اس کے متعلق صرف ایک سوال اَور کرنا چاہتی ہوں۔

میں۔ بسم اللہ آپ بخوشی پوچھ سکتی ہیں۔

ماہِ محرّم کی بدعات

بڑی میم صاحبہ۔ جب مذہبی احکام ایسے سخت ہیں اور ضرورت زمانہ بھی اسی کی مقتضی ہے تو اکثر میلوں وغیرہ اور محرم میں کیوں ہزاروں پردہ نشین بیبیاں تماشہ دیکھنے کو جاتی ہیں غیر محرموں پر نظریں پڑنا تو معمولی بات ہے۔ لکھنؤ۔ گورکھپور وغیرہ میں دھکے کھاتے دیکھا ہے۔

میں۔ آپکا فرمانا درست ہے اس کی مجھ کو بھی خبر ہے لیکن جیسا میں پہلے عرض کرچکی ہوں کہ کسی انسان کی ذاتی حرکات سے اوس کے مذہب کی تعلیم۔ تہذیب۔ حقیت اور حقانیت وغیرہ کے پتہ لگانے کا معیار فی زمانہ غلط ہے۔ اسلئے کہ بہت کم لوگ مذہبی اصولوں پر چلتے اور عمل کرتی ہیں۔ کروڑوں بندگان خدا صرف نام لیوا ہیں مذہب اور مذہبی تعلیم اور تمدن سے عملی طور پر کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔

خود میرے محلہ میں کئی جگہوں پر تعزیہ داری ہوتی ہے۔ اکثر پردہ نشین بیبیاں روشنی دیکھنے کے بہانے ساری ساری رات ناک چھانتی ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ ذلیل نہ ہوتی ہوں۔ ایسی عورتیں عموماً بدوضع اور بدچلن ہوتی ہیں اور کل شریف بیبیاں اون کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں پارسال محرم میں میں اپنے میکے ہی میں تھی مجھسے ملنے کیلئے

محلے کی ایک بہن ... کہنے لگیں کہ ہمارے خالو بابا کا پختہ مکان گنڈی پر
ہے ہم لوگ کل تعزیہ دیکھنے وہاں جائینگے اگر تم بھی چلتیں تو کسی بات کی تکلیف
نہ ہوتی۔ پہلے تو میں چپ ... انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے نہایت
صلاحیت سے کہا کہ ... نہ دیکھی ہم لوگوں کو تعزیوں کی زیارت کرتے سُنا یا
دیکھا بھی ہے ہے اوّل تو ... کا دیکھنا ہی سخت منع آیا ہے۔ دوسرے ہزاروں نامحرموں
پر نظر پڑیں گی۔ بہن ایسے ہی ... افعال نے تو مسلمانوں کو سخت بدنام و برباد
کر رکھا ہے۔ شریعت اسلام میں ایسے افعال کی سخت ممانعت ہے۔ بہن ان خیالات کو
چھوڑ دو کیوں مفت گنہگار ہوتی اور بدبختی بنتی ہو۔ بس یہ سنتا تھا کہ وہ جو محبت سے باتیں
کر رہی تھیں۔ تیوری بدل کر کہنے لگیں کہ تو جج بہن! تم وہابن کب سے ہو گئیں ہو۔ ہمارے ہاں
بھی خدا کے فضل سے سب پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ خالو باوا جو حکیم بھی ہیں اور ضعیف آدمی
ہیں، اونہوں نے ہی اجازت دی ہے۔ میں نے کہا بہن! تم مجھ سے ملنے آئیں تھیں یا
لڑنے۔ تمہارے کہنے سے کیا میں وہابن ہو گئی ہوں۔ مستند احادیث و فقہ کی کتابوں کے
علاوہ خود قرآن مجید کو بھی ... سے پڑھو اور دیکھو کہ غیر از خدا کسی کے سامنے ...
رگڑنا۔ اور منت ماننا روا ... ہے یہ سنکر وہ فوراً میرے پاس سے اٹھ کر دوسرے
مکان ... چلی گئیں اور کچھ دیر بعد ... منگا کر اپنے مکان کو سدھاریں اور بیویوں نے
... مگر ... خدا ... کی ایک نہ سنی اس واقعہ کے دو چار روز
بعد ... اور پرہیزگار ہیں گھر کی کل بیبیاں اُن
سے ... کچھ دیر بعد انہوں نے مجھے بلایا اور کہنے
لگیں ... تم سے ... آئی ہوں۔ تم نے اپنی ... کو کیوں ناراض کر دیا وہ کسی کر
رنجیدہ ہیں۔ مجھے اون کی زبانی یہ سنکر افسوس ہوا۔ اور دلی زبان سے کہا خالہ اماں حق
بات اور ... خدا و رسول کے احکام بھلا میں کیسے چھپاتی ہم کانوں سنی ہو تو بھی نہ کہتی۔

لیکن وہ باتیں تو اُن کتابوں کی نقل تھیں جن پر ایمان ہے اور ان کو پڑھتے پڑھتے سُنتے
اُن کا صاف صاف کہہ دینا ہی مناسب معلوم ہوا۔ اس میں بیجا کیا بات تھی ؟ -

خالہ۔ بیٹی خداوند کریم تمہارے علم و فن میں ترقی دے اور خیالات کو درست رکھے
یہ ایک طرح سے بیجا بھی نہیں ہے۔ بزرگان دین اور علی الخصوص اہل بیت کی شان میں
سبک الفاظ نہیں نکالنے چاہئیں۔ یہ دس روز مسلمانوں کے واسطے غم کرنے اور سوگ منانے کے
ہیں۔ سوائے اہل تشیع کے بڑے بڑے سُنی گھروں کی بیبیاں بھی جب تک پھول نہیں اُٹھتے
چوڑیاں نہیں پہنتیں۔ مسّی۔ سرمہ۔ پان تمباکو وغیرہ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتیں۔ غرض
ہر طرح سے اپنے نفس کو مارتی ہیں۔ اور حسب مقدرت خیر خیرات کرتی اور سبیلیں وغیرہ
لگاتی ہیں یہاں تک کہ دسویں تاریخ چولھے تک نہیں روشن کرتیں جیسا میں اسے
سمجھتی ہوں اسی طرح تمہیں بھی جانتی ہوں اسلئے چلی آئی کہ سمجھا کر تم دونوں میں میل
کرادوں۔

میں۔ میں بھی آپ کو مثل اپنی خالہ اماں کے سمجھتی ہوں۔ آپ کی اس عنایت کی تہ دل
سے مشکور ہوں لیکن سنئیے یہ مذہبی معاملہ ہے اسمیں لحاظ اور شرم نامعقول ہے حکم خدا اور
رسول مقبول صلعم کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ فی زمانہ لوگوں نے خدا اور رسول کے
احکام کو پس پشت ڈال کر اپنے دلوں سے سینکڑوں نئی نئی باتیں ایجاد کر لی ہیں جنکو
ہمارے پاک مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ جب ایسے لوگوں کو کوئی بندۂ خدا منع کرتا ہے
تو اسے سنی سنائی نام دھرے جاتے ہیں۔ کوئی وہابی کوئی نیچری سمجھتا۔ کوئی گستاخ اور کوئی
بے ادب کہتا ہے۔ سنئے خالہ اماں! قسم ہے اس خدائے لایزال کی جس کے قبضۂ قدرت میں
میری اور تمام دُنیا کی جان ہے۔ اہل بیت علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین کے ناموس پر
مال تو کیا مال ہے جان تک قربان ہے سخت بدنصیب ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرام اور دیگر
پیشوایان اسلام۔ یا جگر گوشۂ خیر الانام شفیع المذنبین علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور [illegible] کرتے ہیں۔ پان کھانا مسی سرمہ لگانا۔ چوڑیاں پہننا یا کسی قسم کا بناؤ سنگار [illegible] اگر ہماری دینی بہنیں ان دس [illegible] وں میں خلاف ادب سمجھتی ہیں تو مجھکو اُس سے [illegible] متعجب نہیں ؎ ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد ، کا مصداق سمجھتی ہوں لیکن اسکے ساتھ ہی دعوے [illegible] کر سکتی ہوں کہ میری قومی ماں بہنوں نے جہالت اور علم دین سے ناواقفیت کے باعث [illegible] ظاہری غم پر ثواب اور نجات کا دار و مدار رکھا ہے اور جھوٹی دکھاوے [illegible] میں [illegible] ت کا کثیر حصہ برباد کرتی ہیں اور اپنے [illegible] سمجھتی ہیں [illegible] رہی ہیں خیال میں نہیں آتا کہ دین کی خدمت کا اطلاق اس بازیچہ غال پر کیونکر ہو سکتا ہے ہم اسکے مقابل میں احکام شرع شریف کو جنسے دین اور دنیا دونوں کی خدمت [illegible] ہو سکتی ہے پس پشت ڈال رکھا ہے یعنی تلاوت قرآن مجید [illegible] کرنا۔ فاتحہ دینا۔ فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا۔ مجبور۔ معذور اور فاقہ کش مسلمانوں کی دائمی فلاح و بہبود کے وسائل نکالنا۔ ائمہ اطہارؓ اور اہلبیت کبارؓ کی یادگاریں قائم کرنا وغیرہ۔ معتبر احادیث سے شہادت حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کو پڑھنا یا سُننا چھوڑ رکھا ہے جس سے دلوں پر سچا اثر پڑے اور خود بخود دل رو اُٹھے۔ افسوس صد افسوس۔ ؎

اولٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے * دے آدمی کو موت مگر یہ ادا نہ دے

خالہ جان اجی [illegible] غور ہے کہ ایسے سیدھے اور سچے اصول کو لوگوں نے کس بیدردی سے ترک کیا ہے اور ان کے مقابل میں سینکڑوں بیہودہ باتیں گھڑ لی ہیں۔ جیسے نفیس نفیس مالیدے حلوے۔ شربت وغیرہ سے اپنی کنبہ بھر کی اور اپنے عزیزوں کی شکم پری کرنا۔ رنگ برنگ کے کلاوے [illegible] کفنی زری کے بٹوے اور نئے نئے سبز و سرخ لباس زیب تن کرنا۔ تعزیہ داری کرنا۔ بین کرنا۔ تعزیوں کے سامنے سجدے کرنا۔ تعزیوں میں مرادوں کی عرضیاں باندھنا [illegible] ڈوں کے گرد پھرنا۔ ماتم کرنا وغیرہ جن سے صریح شرک عائد ہوتا ہے اور [illegible]

احادیث شریف اور فقہ کی مستند کتابوں میں سینکڑوں جگہ سخت ممانعت موجود ہے حیف صد حیف کہ ایسی فضول رسُوم کی اصلاح کیطرف کسی کو خاک توجہ نہیں۔ سچ ہے ہمارے جتنے فعل ہیں سب غفلت بے پروائی۔ نخوت۔ خودنمائی اور جہالت سے لبریز۔ اصل تو یہ ہے کہ خیر اور شر میں تمیز کرنیکا مادہ ہی ہم لوگوں سے جاتا رہا انہی رسوم کی مذمت کرتے ہوئے ایک شاعر صاحب فرماتے ہیں۔

نظم

کافروں کی رسم ہے قہر خدا۔	چھوڑ دو ایسے فعل بد بہر خدا۔
کفر کی رسمیں مسلماں ہو کے تم	کرتے ہو کیوں ہو گئی ہے عقل گم

انہی افعال سے صریح بت پرستی عائد ہوتی ہے افسوس صد افسوس! ایسے افعال شنیعہ اوس قوم کے لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں جس کے مقدس مذہب کی تعلیم نے چاردانگ عالم کو توحید خداوندی کی روشنی سے منور کر دیا۔ ہماری انہی حرکات کو دیکھکر غیر اقوام کے لوگ ہم پر ہنستے ہیں بھلا ہیں انہیں کس طرح منظور کرتی۔ سعدیٔ ہند مولانا حالی نے ہماری افسوسناک اور عبرت انگیز قومی حالت کا کیا اچھا خاکہ کھینچا ہے۔

نظم

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر	جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر۔	کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر۔

اگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں۔
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں	اماموں کا رتبہ نبی [illegible] بڑھائیں۔
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں	شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے۔

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں	ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں	وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں

ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں۔
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں۔

خالہ۔ بٹی ہوش کی دوا کر۔ ہمارے حنفی مذہب کے لوگ ایسے اشخاص کو جو تعزیہ داری کرنے کو۔ امام باڑوں یا پیر شہید کے مزاروں پر منت ماننے کو منع کرتے ہیں اون کو وہابی اور گستاخ سمجھتے ہیں سیکڑوں برسوں سے یہ مذہبی رسمیں رائج ہیں کسی نے بھی اون کو بُرا نہ بتایا۔ ہاں تمنے انوکھا پڑھا لکھا ہے اسلئے بڑھ بڑھ کر باتیں بناتی ہو۔

میں۔ خالہ جان خدا سے ڈریئے اکیوں اتنے بڑے جلیل القدر مجتہد اور فخر اسلام امام علیہ السلام پر اتہام باندھتی ہیں جنکی عظمت و بزرگی اور پیروی کا کروڑوں بندگان خدا دم بھرتے ہیں اور جنکا حکم عام ہے کہ اگر کہیں بھی میرے کلام کو حکم خدا اور سنت رسول اللہ (صلعم) کے خلاف پاؤ تو اسے اوٹھا کر کوڑے پر پھینک دو۔ اللہ اللہ کیا صریح ظلم ہے ہاں ایسی ہی مغالطہ دھیوں نے جاہل اور کاہل حنفیوں کو گمراہ کیا ہے۔ خالہ جان مجال کیا کہ کوئی عالم ایک بھی ایسا مسئلہ فقہ کی کسی مستند کتاب سے نکالدے کہ تعزیہ داری۔ ماتم۔ بین قبر پرستی وغیرہ وغیرہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

ہاں بہت سے جاہل اور خودغرض سُنّی بھی ایسے ہیں جو آنکھوں میں پیاز کا عرق لگا کر مجلسوں میں چیخ پکار مچا کر رسوخ اور شکم پری کا ذریعہ پیدا کرتے ہیں کیا آپ کو ایسے ہی کمبخت دین فروشوں کی سُنی سُنائی باتوں کا یقین ہے استغفر اللہ۔

بیسیوں آیات قرآنی اور سیکڑوں مستند احادیث نبوی میں سے صرف ایکدو آپ کی تشفی کے لئے پیش کرتی ہوں۔ سنیئے:۔

پہلی آیت شریف۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ۔ [ترجمہ تحقیق تم اور وہ چیزیں جنہیں تم پوجتے ہو سوائے خدا کے جہنم میں جھونک دیجاویں گی۔]

دوسری آیت شریف۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا۔ [ترجمہ۔ اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں تاکہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے ساتھ بے علمی اور ناسمجھی کے اور کرتے ہیں اللہ سے ٹھٹھا۔

پہلی آیت شریف میں صاف صاف بت پرستی کی ممانعت ہے۔ ہندوں کو مسلمان اسلئے بت پرست کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتوں کی پوجا کرتے ہیں پھر یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دوسروں کو نصیحت اور آپ کو فضیحت۔

اب دوسری آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تعزیہ داری جو عالموں اور کل بھلے اور سنجیدہ خیال حضرات کے نزدیک خاص اور پکی بت پرستی ہے اور جاہلوں اور خود غرض کوتہ اندیشوں کے نزدیک دل بہلاؤ کا ایک مشغلہ ہے جس میں غریب کنجڑنیوں۔ ترمنیوں۔ مالنیوں۔ گوالنوں اور وغیرہ سے زبردستی پیسے وصول کرکے اسقدر دھوم دھام کی جاتی ہے بالکل مہمل اور لغو حرکتیں ہیں۔

اب احادیث سنئے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (بخاری و مسلم)۔ [ترجمہ جس نے دین میں اپنی طرف سے ایسی بات نکالی جو اسمیں نہیں ہے پس اسکی بات مردود ہے]۔ مطلب یہ کہ جو شخص دین میں بلا سند قرآن مجید و حدیث صحیح باتیں نکال نکال کر دین کو اپنے خیال میں کامل کرتا ہو جس سے بدعت اور شرک کی اشاعت ہو اسکی باتیں مردود ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا صاف صاف حکم موجود ہے کہ ہمنے تمہارا دین کامل کردیا۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔)

افسوس آپکو معلوم نہیں جسوقت یہ رسم ہندوستان میں رائج ہوئی اوسوقت چنگیز خاں جیسے لوٹیرے بادشاہ کے بیٹے پوتے ہندوستان کے تخت شاہی پر جلوہ افروز تھے جو برائے نام تو

مُسلمان تھے لیکن درحقیقت اون میں اسلام کی کچھ بوباس نہ تھی۔ بلکہ وہ دشمن اسلام کے لقب سے ملقب تھے انہی کے خاندان سے تعزیہ داری کی بدعت نکلی جس کی بیخ کنی میں علمارنے آجتک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ نے کبھی بھی کسی کی زبانی یہ سنا ہے کہ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات میں جہاں سے اسلام نکلا ہے اور جہاں تا قیامت قایم رہے گا یا خاص ایران میں جہاں اہل تشیع کی سلطنت ہے۔ ہندوستان کی سی تعزیہ داری ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں اسی طرح کربلائے معلی اور خاص قسطنطنیہ میں جہاں خلیفۃ المسلمین امیرالمومنین سلطان المعظم رہتے ہیں یا کسی دیگر بلاد اسلامیہ میں جہاں اہل سنت والجماعت کی سلطنت ہے تعزیہ داری وغیرہ ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سنکر خالہ صاحبہ خوش ہو رہیں اور دوسری طرف مخاطب ہوئیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آخر ان کی اصلاح کیونکر ممکن ہے؟

میں۔ اون کی اصلاح جب ہی ممکن ہے کہ جہالت کی بیخ کنی کی جائے اور کل بیبیوں کو اعلے مذہبی تعلیم سے مالامال کیا جاوے۔

تعلیم نسوان کی بحث

چھوٹی میم صاحبہ۔ اب میں تعلیم نسوان کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

میں۔ بہت خوب جو کچھ جانتی ہوں عرض کردونگی۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ کیا آپکے مذہب میں عورتوں کے لئے اعلی تعلیم حاصل کرنا منع ہے۔

میں۔ اعلی مذہبی تعلیم۔ امور خانہ داری۔ دستکاری اور دیگر ضروری تعلیم دینے کی بلاقید پردہ شرعی سخت تاکید آئی ہے نہ کہ ممانعت۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ تب کیوں نہیں مُسلمان عورتیں اعلے تعلیم حاصل کرتیں ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ اعلی تعلیم مسلمانانِ ہند شاید اس خیال سے نہیں دیتے کہ عورتوں کے

خیالات میں آزادی اور خودرائی آجاوے گی۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ مسلمانوں کی عورتیں معمولی طور پر بھی پڑھی لکھی بہت کم ہوتی ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ شاید پردہ میں رہنے کی وجہ سے عورتوں کا پڑھنا لکھنا عیب میں داخل ہو۔

میں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خدا کے فضل سے پڑھی لکھی بیبیوں کی تو ایک تعداد روز بروز کثرت سے ہوتی جاتی ہے۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپنے جس طرح پردہ کا حال خلاصۃً بیان کیا ہے اسی طرح تعلیم نسوان کے مفید اور مضر ہونے پر بھی مختصراً اپنی رائے ظاہر کیجئے۔

میں۔ تعلیم النسوان کے مسئلہ پر تو لوگوں نے اچھے اچھے رسالے لکھے ہیں اور اکثر اخبارون میں بھی اسکے متعلق مضامین شایع ہوتے رہتے ہیں اور بقول آپ لوگوں کے گورنمنٹ بھی آج اس کی امداد کیلئے تیار ہے۔

بڑی میم صاحبہ۔ یہ سب درست ہے لیکن آپکے اظہار رائے سے ہم لوگوں کو پردہ نشین تعلیم یافتہ بیبیوں کے خیالات کا اندازہ ہو سکے گا۔

میں۔ ممکن ہے کہ میری ناچیز رائے دوسری بہنوں کی رائے سے مختلف ہو۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ خیر آپکے خیالات کا تو اندازہ ہو جاوے گا۔

میں۔ یہ سب آپ کی عنایت اور ذرہ نوازی ہے۔ سُنئے۔ خداوند کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اسے افضل و برتر روح عطا فرمائی اعلیٰ عقل و ادراک بخشی تاکہ انسان اُس کی ذات والا صفات کو پہچانے اور اس کی غیر محدود قدرت و صنعت پر غور و فکر کر کے فائدہ اوٹھاوے اُس کی لاکھوں کھا نعمتوں سے مستفید ہو کر اوس خالق حقیقی کا صدق دل سے شکر بجالاوے۔ اور سر تسلیم خم رکھے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اعلیٰ تعلیم انسان کی دونوں جنس رجال (مرد) و نساء (عورت) کے لئے یکساں مفید اور ضروری ہے اعلیٰ التعلیم سے عقل و شعور پر جلا ہوتی ہے قلب کا زنگ رفتہ رفتہ بخوشی اسلوبی دور ہو جاتا ہے پھر مردوں کا تعلیم یافتہ ہونا اور عورتوں کا جاہل رہنا سراسر بے انصافی ہو گی۔ گو کہ

خیال کہ ہمارا پاک سچا اور توحید خداوندی کا سبق دینے والا مذہب اسلام تعلیم نسواں کا مانع ہے بالکل غلط اور افترائے محض ہے۔ اسلام تو بلکہ اور اسکی حمایت کرتا ہے جیسا کہ ان احادیث سے صاف ثابت ہے۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ" یعنی طلب علم ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اور اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ یعنی علم سیکھو اگرچہ چین میں ہو۔ یہ حکم بھی بلاتفریق مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔ علاوہ ازیں خود ہمارے پیغمبر (صلعم) کے زمانے میں عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ ہمارے مخالفین اگر حضور انور (صلعم) کی ازواج مطہرات اور اہل بیت کی تواریخ اوٹھا کر پڑھیں تو ان کو معلوم ہو کہ اس مبارک زمانہ میں کیسی کیسی محترم خواتین اسلام زیور تعلیم سے آراستہ تھیں مثلاً: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ام سلمہ رض۔ حضرت سیدۃ النساء۔ حضرت بی بی فاطمہ رض حضرت سلمہ رض وغیرہن کیسی فاضلہ فصیحہ و بلیغہ اور پاکیزہ خیال بیبیاں تھیں حضرت حفصہ رض تو لکھنا بھی بہت اچھی طرح جانتی تھیں علاوہ ازواج مطہرات اور اہل بیت کے سینکڑوں صحابیہ مثل حضرت ام الفضل رض۔ اور حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب رض وغیرہ کیسی فاضلہ اور عالمہ تھیں۔ ان مذہبی احکام اور تاریخی شہادتوں سے آپ لوگوں پر بخوبی یہ ثابت ہو گیا ہوگا کہ ہمارے مقدس مذہب میں تعلیم النسواں کی ہرگز ممانعت نہیں ہے جن خاندانوں کی بیبیاں تعلیم یافتہ نہیں ہیں اُن کے مرد اوس کے جواب دہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مذہبی روک نہیں ہے تو پھر مسلمانان ہند نے اب تک اس طرف سے کیوں غفلت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب ہندوستان میں قدم رکھا تو عرصہ تک ملک گیری کی فکر دامن گیر رہی علاوہ اور قوموں کے خود اپنے ہی قوم کے لوگوں میں باہم جنگ و جدل رہتی تھی جس وجہ سے مدت تک بے امنی رہی۔ اوس کے بعد جب ذرا بے فکری ہوئی تو عیش و عشرت میں پڑ کر خود مردوں ہی نے علم اور ترقی کا دروازہ اپنے لئے بند کر لیا تو بیچاری عورتوں کا کیا ذکر ہے۔ اس پر بھی سینکڑوں پردہ نشین بیبیاں شاعرہ

فقیہہ اور بلیغہ بڑے بڑے خاندانوں میں گذری ہیں۔ ہاں جب غنان حکومت گیر ہاتھ سے جاتی رہی اور غدر ہوگیا تو مسلمانوں کے بہتیرے خاندان تباہ ہو گئے اور حالت تنگ ہوگئی بس اوسوقت سے شرفا کہان تعلیم نسوان صرف نماز روزہ کے طریقہ۔ تلاوت قرآن مجید اور امور خانہ داری کی تربیت وغیرہ تک محدود رہ گئی۔ اب جب گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ ہر طرح سے امن وامان حاصل ہوا ہے۔ تو لوگوں کے خیالات اس مسئلہ کی طرف بھی مبذول ہوئے ہیں اور نئی نئی رنگ آمیزیوں سے یہ مسئلہ حل ہورہا ہے۔ لہٰذا اب تعلیم النسوان کو اسطرح محدود رکھنا بڑی غلطی ہے۔ لڑکیوں کی بچپن کی عمر بالکل فضول کھیل کود میں ضایع جاتی ہے۔ اگر اُسوقت اُن کی تعلیم وتربیت کا خیال نہ کیا جاوے تو طبیعت میں خواہ مخواہ برائی آجاتی ہے جسکا جوانی میں دور کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ناخواندہ عورتوں کے بچوں کی تعلیم میں بہت بڑا ہرج اور نقصان واقع ہوتا ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ بچپن کا بہت سا وقت کنار مادر ہی میں صرف ہوتا ہے اگر مائیں تعلیم یافتہ ہوں تو وہ شروع ہی سے بچوں کو بری باتوں۔ بری عادتوں وغیرہ سے روکتی ہیں اور اچھی باتیں اچھے خصائل دینی اور دنیاوی فرائض اور تہذیب اخلاق سکھاتی ہیں جن سے بچوں کی عقل سلیم بڑھتی ہے جاہل اور ناخواندہ مائیں ایسی باتوں کا کچھ خیال نہیں کرتیں بچے جو چاہیں کریں اون کو اون کی قسمت پر چھوڑ دیتی ہیں اور اوسے لاڈ پیار سمجھتی ہیں حالانکہ وہ زمانہ نہایت قیمتی ہوتا ہے کہ بچوں کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جو بات کہو اور جیسی عادت ڈالو وہ نقش کالحجر ہوجاتی ہے۔ اگر اوسوقت غفلت کی گئی تو پھر جوانی میں اونکا دل مثل پتھر کے سخت ہوجاتا ہے اور اوس وقت اُن سے بری عادات کا مٹانا امر محال ہوتا ہے۔ اسی طرح پڑھنے لکھنے کی عمدہ تعلیم سے خوف خدا حب دین۔ فرائض دینی اور دنیاوی کے خیالات پیدا ہوجائیں گے جن سے طبیعت میں صلاحیت اعتقاد اور ایمان میں پختگی آجائے گی۔ گمراہ اور بد اطوار نہ ہونگے عفت وعصمت جیسے انمول جوہر کی دل سے قدر اور محافظت کریں گے۔ اسکے

علاوہ ناخواندہ عورتوں کی اپنی عصمت وعفت کا شیرازہ بھی اکثر جست سخت اور علی العموم صحبت بد سے جلد درہم وبرہم ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ناخواندہ عورتیں نہ تو عفت وعصمت کی تعریف جانتی ہیں نہ علم خدا ورسول صلعم سے واقف۔ نہ حقوق اولاد نہ حقوق والدین۔ نہ حقوق زن وشوہر سے آگاہ اور نہ مذہب کی حقانیت نہ مذہبی معلومات اور دینی فرائض وغیرہ سے ماہر ہوتی ہیں بس نہ انکو خوف خدا ونہ عالم اور نہ خاندانی وقومی ننگ ناموس کا پاس ہوتا ہے اس لئے کتنی ماؤں کے دام تزویر میں جلد آجاتی ہیں ایسی عورتوں کو عموماً علم معاشرت یعنی تدبیر خانہ داری وغیرہ کی بھی چنداں صلاحیت نہیں ہوتی اور وہ اکثر پھوہڑ ہوتی ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ بہت ٹھیک! میں اس تقریر سے بہت محظوظ ہوئی۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ اس کے متعلق چند باتیں اور دریافت طلب ہیں۔

میں۔ بہت خوب ارشاد کیجئے۔

تعلیم کیسی اور کس طرح ہونی چاہئے

چھوٹی میم صاحبہ۔ مسلمان پردہ نشین بیبیوں اور لڑکیوں کو تعلیم کن کن علوم کی اور کس طرح دینی چاہئے؟۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ نے جس طرح تعلیم النسوان کی ضرورت اور مفید ہونے کو ثابت کیا ہے اُس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو پردہ کی قید کے ساتھ تحصیل علوم میں بالکل مردوں کی طرح آزادی ہونی چاہئے۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ اور اسی طرح تمام علوم مروجہ۔ موجودہ طریقۂ تعلیم کے مطابق اعلیٰ درجہ تک سکھانے پڑھانے چاہئیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ انہی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے تو خود گورنمنٹ نے بڑے بڑے

شہروں میں اعلیٰ درجے کے زنانہ مدرسے کھلوا دئے ہیں جن میں تعلیم یافتہ بنگالی و پارسی لیڈیاں اور سین وغیرہ معلمہ ہیں ایسے مدرسوں میں مسلمانوں کے سوا اور قوموں کی بھی صدہا لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ مسلمان اپنی لڑکیوں کو انگریزی تعلیم نہیں دینا چاہتے۔

بڑی میم صاحبہ۔ کیوں بادشاہ وقت کی زبان ہے۔ دنیا کے کل کاروبار اب اس زبان میں ہوتے ہیں۔

قائیں۔ بحث اسوقت صرف مسلمان عورتوں کی تعلیم پر ہو رہی ہے نہ کل عوام ہند کی مستورات کے متعلق۔ اسلئے میرے ناچیز خیال میں جو اپنے قومی بہنوں کی تعلیم کے لئے مناسب ہے ظاہر کرتی ہوں اس میں آپ لوگوں کے کل سوالات کا جواب آجاویگا۔ موجودہ نصاب تعلیم جو سرکاری سکولوں میں رائج ہے جنہیں بچوں کو شروع ہی سے انگریزی۔ علم الحساب تواریخ جغرافیہ۔ علم ہیئت۔ سائنس۔ اور فلسفہ جدیدہ وغیرہ کی کتابیں طوطوں کی طرح رٹائی جاتی ہیں۔ اسکا پڑھانا قومی بہنوں اور بچیوں کے لئے میری رائے میں اوسوقت تک ہرگز مناسب اور مفید نہیں جبتک کہ وہ مذہبی معلومات اور مذہبی احکام و ہدایات اور قومی تہذیب اور تمدن سے کما حقہٗ بہرہ ور نہ ہولیں۔ موجودہ سکولوں کی تعلیم نے ہونہار لڑکوں ہی کو کونسا فائدہ پہونچایا ہے جو عورتوں کے لئے مفید ہوگی۔ آٹھ نو برس کی جانفشانی کے بعد لڑکے انٹرنس پاس کرتے ہیں۔ اگر ایسے پاس شدہ لڑکوں کا امتحان مذہبی معلومات اور اصول اسلامی تواریخ وغیرہ میں لیا جاوے تو پتہ لگے کہ شاید پانچ فیصدی بھی بمشکل ایسے نکلیں گے جنکو سارے کلمے بامعنے یاد ہوں۔ اسکی شہادت میں میں اپنے عزیزوں۔ غائب کے لڑکوں کو بھی پیش کرتی ہوں پھر ایسے لڑکوں یا مردوں سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ یا آئندہ پہونچیگا۔ اسی مذہبی تعلیم اور تربیت کی فروگذاشت نے تو انگریزی دان مردوں کے قدم ڈگمگا دئے اور وہ صراط مستقیم پر ثابت قدم نہ رہ سکے پھر ایسی ناقص

تعلیم سے نونہالان قوم کو کون سا فائدہ پہونچے گا۔ بجز اُسکے کہ مردوں کی طرح اُن میں بھی
دہریت اور نیچریت کا مادہ پھوٹ پڑے۔ جس کے زہریلے اثر سے متاثر ہو کر پردہ جیسی
محترم رسم کی مخالفت کی جاوے اور آزادی۔ نظربازی۔ گلی کوچوں کی ہوا خوری دفتروں
کی منشی گیری۔ مردوں کی برابری وغیرہ کی خواہش رگ و ریشہ میں سرایت کرجائے۔ اور نہ
بڑوں کا ادب۔ نہ چھوٹوں کا لحاظ رہے مفلس عزیز و اقارب سے متنفر اور خاص
شیطان کی مریدین جاویں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ۔ خدایا تو ایسے روز بد دیکھنے سے محفوظ رکھ آمین ثم
آمین۔ اسلئے میں بڑے زور سے یہ بات اپنی قومی بہنوں پر ظاہر کرتی ہوں کہ ہماری مفلس قوم کو
اوسوقت تک کبھی حقیقی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ جمیع افراد ملت حضور انور شافع
محشر صلعم اور آپکے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کی سیرت کی پیروی اور اون کی پاک
اور مقدس تعلیم پر دل و جان سے عمل نہ کریں۔ خداوند کریم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ یعنی رسول اللہ صلعم کی ذات والاصفات
میں تمہارے لئے اچھا نمونہ ہے۔ اسلامی شریعت مقدسہ ایسی کامل اور مکمل ہے کہ دینی
معاملہ ہو یا دنیاوی ہر امر میں ہمکو اپنی شریعت سے مدد مل سکتی ہے اور لینی چاہیئے۔ اگر
آج قوم کے لوگ اس پر اخلاص سے عملدرآمد شروع کردیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں کہ
ترقی و اقبال ہمارے دروازوں کی جاروب کشی کرنے لگے جس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ
سورۂ منافقون میں یوں فرماتا ہے۔ اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ
الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْنَ۔ یعنی عزت خدا کے لئے اور اُس کے رسول کے لئے اور
مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافق لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اسلئے میرے ناچیز خیال
میں قوم کی لڑکیوں کو سب سے پہلے ضروری مذہبی تعلیم دینی چاہیئے جس سے اسلام کی حقیت
اور شریعت مقدسہ کی عظمت ان کے دلوں میں اچھی طرح قائم ہوجائے۔ دین و ملت کی
حمیت و محبت سے ان کے [illegible] اسکے فضل سے [illegible]

میں بھی ایسی کتابوں کی کمی نہیں ہے۔

بڑی میم صاحبہ - آخر لڑکیوں کے لئے ابتدا سے انتہا تک درس تدریس کس طرح ہو
میں - ابتدائی تعلیم لڑکیوں کی مثل لڑکوں کے اسی وقت سے شروع ہونی چاہیئے
جس وقت سے بچی بولنا شروع کرے جو باتیں ان کو زبانی باسانی سکھا سکتی ہیں جب
زبان صاف ہو جاوے اور چھوٹے چھوٹے فقرے سمجھنے لگیں تو چوتھے برس کتب کی
رسم معمولی طریقہ سے ادا کر کے اردو کا قاعدہ پڑھایا جاوے اور اس بات کی کوشش کیجائے
کہ حروف کے تلفظ صحیح کریں اور ایک دوسرے کا فرق بخوبی ذہن نشین ہو جاوے۔ اسکے
بعد ایک دو نصیحت آمیز اور دلچسپ چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھا کر کلمہ شریف مع معنے زبانی یاد
کرا کے خوب سمجھانے چاہئیں اور ساتھ ہی ایسی عادت ڈالی جائے کہ سوتے اور اٹھتے
وقت بچی اپنی پیاری پیاری زبان میں کل کلمے ادا کرے اور معنے کہتی جاوے۔
پانچویں برس صرف ونحو اردو کے چھوٹے چھوٹے رسالے اور تین چار چھوٹی چھوٹی
اخلاقی کتابیں پڑھائیں اور مختصر طریقہ سے نماز - روزہ اور دیگر ضروری باتوں کے فوائد
بتائیں اور کار آمد مسائل کے رسالے پڑھانے میں ساتھ کے ساتھ موقع بموقع نہایت شفقت
سے انکے طریقے بھی عملاً سکھا نے چاہئیں۔ لیکن ان میں ایسا طریقہ اختیار کریں کہ بچی کو جبر نہ
گذرے بلکہ وہ بخوشی ادا کرے اور کبھا بھی لحاظ رہے کہ ان کی بے ترتیبی پر کوئی ہنس نہ دے
ورنہ احتمال ہے کہ بچی کھسیانی ہو کر ضد پکڑ جاوے گی۔
چھٹے اور ساتویں برس قرآن مجید شروع کرائیں مع ترجمہ اور شان نزول کے اور تفسیر کا
لب لباب بھی تھوڑا تھوڑا سبقاً سبقاً پڑھانا اور اچھی طرح ذہن نشین کرانا چاہیئے۔ لیکن
اس میں عجلت ہرگز نہ ہو بلکہ بچی کی برداشت اور خوشی کا اعتدال کیساتھ لحاظ رہے
اور موقع پا کر زبانی حساب بھی تھوڑا تھوڑا بتاتے رہیں - ساتویں برس صوم وصلوۃ کی
پابندی کے ساتھ لباس کی صفائی نشست برخاست اور خورد و نوش میں سلیقہ و تمیز ہو

زور دیا جائے۔

آٹھویں برس۔ بزرگان دین کی چھوٹی چھوٹی سوانح عمریاں۔ تواریخ نبوی۔ اور علم معاشرت یعنی تدبیر خانہ داری اور لکھنا سکھانا چاہیئے۔

نویں برس بھی۔ علم معاشرت۔ سینا پرونا۔ ملکی تواریخ و جغرافیہ مع نقشہ اور جغرافیہ طبعی خوب ذہن نشین کرکے پڑہانا چاہیئے۔

دسویں برس۔ صرف و نحو فارسی اور علم ادب فارسی کی دو چار مستند کتابیں یا انجمن حمایت اسلام لاہور کی فارسی کی چار کتابیں خوب تندہی و توجہ سے پڑہائیں۔ اور دینیات کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم شروع کردیں اور لڑکی کی لیاقت کا امتحان لیتے رہیں۔

گیارھویں برس دستکاری اور انتظام خانہ داری کو مقدم رکھیں اور حفظان صحت کی چھوٹی چھوٹی عمدہ کتابیں پڑھائیں۔

بارھویں برس۔ عربی صرف و نحو کے آسان آسان قواعد بڑی توجہ مگر سہل طریقہ سے پڑہا کر عربی علم ادب کی دو چار کتابیں پڑھانی چاہئیں تاکہ معمولی عربی سمجھنے اور ترجمہ کرنے کی کچھ مہارت ہوجائے اسکے بعد بقدر ضرورت طب و تشریح اور علم الہٰیات وغیرہ پڑہانا چاہیئے ایسی اعلیٰ تعلیم کے بعد اگر زمانہ فرصت دے تو دو برس اور یعنی تیرھویں اور چودھویں برس تک خواہ انگریزی پڑھائیں خواہ فلسفہ جدیدہ کا ماہر بنائیں۔ کیونکہ ایسی مذہبی تعلیم اور تربیت کے بعد پردہ نشین بیبیوں کا گمراہ اور بدکار ہونا بعید از قیاس ہے اور اگر کوئی شامت اعمال ہوجائے تو اسپر قہر خدا سمجھنا چاہیئے۔ اسوقت ایک بھی ایسا زنانہ مدرسہ یا سکول موجود نہیں ہیں جس میں اس طریقے پر مذہبی تعلیم دیجاتی ہو اور نہ فی زمانا ایسی لائق معلمہ اور اُستانیاں ہی ملتی ہیں۔ اسلئے ہر خاندان کے مردوں کا یہ فرض ہے کہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا بار گراں اُسوقت تک اپنے ذمہ لیں جب تک کہ اُس خاندان کی کوئی بی بی ایسی تعلیم یافتہ نہ ہوجائے۔ اسطرح کی تعلیم سے کامل مذہبی واقفیت

کے علاوہ لڑکیوں اور شریف بیبیوں کو زمانہ گذشتہ کے اسلامی کارنامے اور قوم کی موجودہ
پست حالت کے اسباب بھی بخوبی معلوم ہوجائینگے۔ انتظام خانہ داری۔ بچوں کی پرورش
اور تعلیم و تربیت کے طریقے اور دیگر فرائض دینی و دنیوی کا بھی بقدر ضرورت علم ہوجائیگا
اسواسطے حامیان تعلیم النسوان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جسقدر اعلیٰ مذہبی تعلیم ملیگی اُسی
قدر قوم کی بہو بیٹیوں میں پاکبازی۔ راستی۔ حلم۔ شکر گذاری۔ نیکی۔ بردباری۔ دور اندیشی
غور و تدبر اور صبر و تحمل وغیرہ کا مادہ ترقی کریگا۔ مہمل اور خلاف شرع رسوم۔ شرک و بدعت
وغیرہ سے انہیں نفرت ہوجائیگی اور ہر کام میں لڑکیاں اپنی بڑی بوڑھیوں کی تقلید کیا کرینگی
بھائی۔ بہن والدین اور کل عزیز و اقارب کی علی قدر مراتب خدمت و عزت کیا کریں گی
غرض کسی طرح گھر کے کام میں عار نہ سمجھیں گی۔ اس کے برخلاف ایسے زنانہ مدرسے جنمیں
کہ موجودہ طریقہ تعلیم رائج ہے اور دیگر اقوام کی عورتیں معلمہ اور اتالیق ہیں یا جس کسی خاندان
میں موجودہ طریقہ تعلیم نے قدم رکھا ہے اگر اُس خاندان کے لوگ غریب یا متوسط
درجہ کے ہیں تو گویا اُس خاندان کی رہی سہی آسائش کا بھی خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔ مجھے
اپنے شہر عظیم آباد میں ایسی تعلیم یافتہ بیبیوں سے اکثر ملنے کا اتفاق ہوا ہے جنکو گھر کے
کسی کام میں ہاتھ لگانا قسم ہے ادنی ادنی باتوں کے لئے ماماؤں اور دوسروں کی محتاج
رہتی ہیں۔ نت نئے صابنوں کی ٹکیاں پوڈر۔ تیل پھلیل ضرورت سے کہیں زیادہ منگائے
جاتی ہیں۔ شانہ اور آئینہ ہے اور وہ ہیں۔ کپڑوں کی تراش خراش میں بے وجہ بھی غیر اقوام کی
عورتوں کی ادھوری نقل کئے جاتی ہیں۔ دن میں تین تین بار کپڑے تو بدلتی ہیں لیکن نماز
کے وقت سر میں خیالی چکر اور درد پیدا ہوجاتا ہے اسلئے بارگاہ باری تعالی کی حاضری
سے قاصر رہتی ہیں۔ رات دن مخرب اخلاق عشقیہ ناول۔ جھوٹے قصے فسانے اور
بیہودہ غزلیات کی کتابیں پڑھتی رہتی ہیں جسکے ہر فقرے پر ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں
اور آنسو بھی بہائے جاتی ہیں کسکی مجال جو ان کو منع کرے۔ ایسی بہنوں نے باعث

پردہ نشین بیبیوں کو اور پردہ کو جیسا بدنام کیا ہے اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح ان جادو بھری کتابوں نے جہاں تک تعلیم [illegible] ان کو بدنام کیا ہے وہ بھی عیاں ہے۔ ایسی بہنوں کو عموماً اسراف بیجا کا سودا ان روح بھی ضرور ہی لاحق ہو جاتا ہے۔ والدین کو اتنی تو اتنی فرصت ہی نہیں جو اُن کی نگرانی [illegible] اگر اتفاقاً وہ ناصح اور مانع ہوئے بھی تو این کو پرانے خیالات کا سمجھکر دل ہی دل میں مسکرا دیا چلو چھٹی ہوئی۔ ہاں ایسی تعلیم یافتہ لڑکیوں اور بہنوں سے ایک فائدہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ کبھی خبط ربط مضامین لکھکر نئی روشنی کے زنانہ اخبارات میں درج کرا کے اپنی روشن خیالی کا ثبوت دیدیتی اور اصلاح معاملات قوم کا ایک حد تک ہاتھ بٹاتی ہیں۔ یعنی کوئی بہن پردہ اوٹھا دئے جانے کی تائید کر کے ثواب دارین حاصل کرتی ہیں تو کوئی لڑکیوں کی شادی کے واسطے اخبارات میں اشتہار دینا تجویز کرتی ہیں۔ بس ایسی تعلیم سے عفت و عصمت کی بیش بہا دولت جو اسوقت ہی ہماری مفلس قوم میں محفوظ ہی خاک میں ملی جاتی ہے ایسی بیہودہ تعلیم سے بہو بیٹیوں کو بے علم رکھنا بلاشبہ ہزار درجہ اولے و افضل ہے۔ شعر

یا خدا جملہ مسلمانوں کی عزت رکھلے۔ ✦ شرع پر چلنے کی توفیق مسلمانوں کو دے

مشنری لیڈیوں کی تعلیم اور اسکا نتیجہ

چھوٹی میم صاحبہ۔ تعلیم النسوان کے متعلق آپکے خیالات بہت محدود ہیں اسلئے اوسکے متعلق صرف ایک بات اور دریافت کرتی ہوں۔ وہ یہ کہ مشنری لیڈیاں جو گھروں میں جا کر والدین کے سامنے تعلیم دیتی ہیں وہ پردہ نشین لڑکیوں کے لئے مفید ہے یا مضر اگر مفید ہے تو اون کی روک ٹوک کیوں نہیں اوٹھا دی جاتی ہے۔

بڑی میم صاحبہ۔ اگر آپنے دیکھا نہیں تو سنا ضرور ہوگا کہ اس زمانہ میں پارسی۔ بنگالی۔ اور مدراسی عورتیں اعلے درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کرتی ہیں اسوقت کئی عورتیں ایسی بھی موجود

ہیں جو ایم اے۔ بی اے وغیرہ اعلیٰ امتحانوں میں مستحسن ہوتی ہیں اور ان کی وہ قدر و منزلت ہے جو محتاج بیان نہیں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ علیگڈھ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ مسلمان اپنی قوم کی مستورات کو ایسی ہی تعلیم یافتہ بنانے کیلئے اسقدر زحمت اٹھاتے ہیں لیکن عام مسلمان جن میں مغربی تعلیم کا اثر ابھی بہت کم ہے اون کی مخالفت کرتے ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ اکثر بڑے شہروں کے معزز گھرانوں میں مشنری لیڈیاں انگریزی اردو کی تعلیم دینے اور دستکاری سکھانے آجکل بھی جاتی ہیں۔

میں۔ چونکہ بحث مذہبی۔ اور قومی بہبودی پر ہو رہی ہے اسلئے سچے خیالات اور دلی جذبات کو گھٹا بڑھا کر ظاہر کرنا میں گناہ سمجھتی ہوں امید کہ میری آزادانہ نکتہ چینیوں کو آپ لوگ معاف فرمائنگی

چھوٹی میم صاحبہ۔ ہاں آپ آزادی سے بیان کیجئے ہم لوگوں کی دلی خواہش اور عین خوشی یہی ہے

میں۔ آپ پارسی۔ بنگالی۔ اور مدراسی عورتوں کا تذکرہ کرتی ہیں میں کہتی ہوں کہ اول تو ہندوستان میں کسی غیر قوم کی مستورات مسلمان پردہ نشین بیبیوں کی طرح سختی سے پردہ میں رہتی ہی نہیں ہیں اور اگر بفرض محال کسی نے دکہاوے کا پردہ کیا بھی چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو تو اون کا اور ہم لوگوں کا مقابلہ غلط ہے۔

بس ایسی بیبیاں جنکے ہاں پردہ رائج ہی نہیں یا وہ بیبیاں جن کے ہاں نیم پردہ مروج ہو مثلاً جب ریل گاڑی سٹیشن پر پہونچی اور عزیز و اقارب ڈولی میں لینے یا ویسے ہی ہمراہ لینے آئے تو جھٹ برقعہ ڈال لیا اور جب وہ اِدہر اُدہر ہوئے اور موقع ملا تو پھر بلاتکلف نظارہ بازی کرنے لگیں یا جب ریل میں سوار ہوئیں اور عزیز و اقارب اپنے اپنے درجوں میں بیٹھ گئے تو خوب تاک جہانک کرنے لگیں جس کی میں خود شاہد ہوں۔ ایسا پردہ ہرگز وہ اسلامی پردہ نہیں ہے جس کی میں نے تائید کی ہے ایسے پردہ کو عصمت مآب شریف نادیاں دکہاوے کا پردہ کہتی ہیں اور بے شک ایسا پردہ فاسد اور خطرناک ہے ایسے پردہ سے بدگمانی ظلمان

کو دہو کا ہوتا ہے۔ ایسی بیبیاں جیسی اور جس طرح چاہیں تعلیم و تہذیب اور ہنر حاصل کریں
اون کو روا ہے کیونکہ وہ پردہ کالعدم یا برائے نام ہے بلکہ اون کی عیوب پوشی کیلئے میری
ناقص رائے میں کافی سے زیادہ ہے۔ علیگڈہ کالج بیشک مسلمانوں کا دار العلوم ہے اوسکے
صرف چند ٹرسٹی صاحبان جو بمبئی۔ مدراس وغیرہ جیسے بے پردہ صوبوں کے باشندے ہیں وہی پردہ
کے مخالف ہونگے اور اپنی لڑکیوں کو ایم اے۔ بی اے کی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں۔ باقی حضرات
ہیں کچھ تو مذبذب ہیں اور کچھ پردہ کے حامی اور اگر ان بھی لیا جاوے کہ سبھی پردہ کے مخالف
ہیں اور سبھی اپنی لڑکیوں کو ڈگری یافتہ بنانا چاہتے ہیں تو بھی اون کی مخالفت کی ہمیں کچھ
پروا نہیں کیونکہ علیگڈہ کے تعلیم یافتہ مسلمان اول تو دولت مند ہیں دوسرے انگریزی طریقہ
پر بچپن سے تعلیم پائے ہیں اور ہمیشہ بڑے بڑے معزز انگریز۔ پارسی۔ مدراسی۔ مرہٹے اور بنگالی
جنٹلمینوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں اسلئے اون کے خیالات بھی ویسے ہی ہو گئے ہیں اون کو
اپنے غریب اور متوسط الحال بھائیوں کی کیا خبر ہے۔ وہاں کے تعلیم یافتہ لڑکے مذہب کی جیسی کچھ
پابندی پردا اور خدمت کرتے ہیں وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔

اب اگر ان خاندانوں میں بھی جہاں موجودہ پردہ اسلامی حیا کے قائم رکھنے کی غرض سے
سختی برتا جاتا ہے ایسے ہی دو ایک فلسفہ جدیدہ کے ماہر اور مغربی تہذیب کے اندھے مقلد
پیدا ہو گئے اور محض ناعاقبت اندیشی سے انہوں نے تعلیم نسوان کے خبط میں اپنی عورتوں
اور لڑکیوں کو کسی بے پردہ عورت سے تعلیم دلوانا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ شریک ہوکر
ہونے کی ترغیب و اجازت دی تو تھوڑے ہی عرصہ میں اوسکا نتیجہ بھی پایا جو ہندوستان
کے اخبارات شاہد ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ ایسی لڑکیاں جنکے والدین قرآن
عظیم کی آیت شریف " لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء من دون اللہ " کی
مقدس ہدایت کو نظر انداز کر کے اپنی لڑکیوں کو مشنری لیڈیوں اور بے پردہ عورتوں سے تعلیم
دلواتے ہیں ان لڑکیوں کو جب اردو پڑھنا آیا بس انہوں نے بیہودہ غزلوں اور ناپاک

ناولوں اور قصہ کہانیوں کی کتابوں کو گلے لگایا جن کے زہریلے اثر اون کے اعلیٰ اخلاق اور نیک و پاک خیالات کو کمزور کر کے فاسد مادے دل و دماغ میں بھر دیتے ہیں اور کچھ ہی عمر میں اون سے بیہودہ حرکتیں اور خودرائیاں سرزد ہونے لگتی ہیں جنکی نسبت کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ان کے سایہ کی ہوا بھی نہ لگے تو بہتر ٭ اُن کی صحبت سے بہت دور رہے تو بہتر

ماسوا اس کے مشنری لیڈی صاحبات موقع پاکر اور نظر بچا کر چپکے چپکے یہی تعلیم دینی شروع کر دیتی ہیں کہ پردہ کی رسم بہت ہی مہمل اور فالتو ہے گویا عمر بھر کی قید ہے اس رسم کو نفس پرست اور خود غرض مردوں نے ایجاد کر لیا ہے اور عورتوں کا حق دبانے کی غرض سے اسے مذہبی بتاتے ہیں ورنہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ آخر یہ انگریز قوم کی عورتیں [illegible] کیسا سچا اور اچھا ہے کہ ہمیں پوری پوری آزادی دے رکھی ہے ہماری عزت پر تو بے پردگی سے کوئی بٹہ نہیں لگتا چلو تم بھی ہمت کرو اور اس قید کی بیڑی کو توڑ پھینکو" [illegible] باتیں میں تعصب سے نہیں کہہ رہی ہوں۔ بلکہ حقیقت یہی ہے۔ اسی طرح وہ مشنری یہ تعلیم دیتی ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا نہ کہ اپنی حقیقت اور [illegible] عالم میں برقی روشنی کی طرح خود پھیلا اور کہ اکثر [illegible] قرآن [illegible] احادیث فرضی ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو برس بعد جمع ہوئیں ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت مریم کے بطن سے بن باپ پیدا ہوئے اور کل نبیوں سے افضل ہیں اپنی امت کی نجات کیلئے صلیب پر چڑھنا اور لعنتی ہونا منظور کیا وغیرہ نعوذ باللہ۔ غرض اسی طرح کی بیہودہ فرضی اور خود تراشیدہ باتیں بنا بنا کر تاکید کیجاتی ہے کہ خداوند خدا نے تمہیں خود عقلمند بنایا ہے ذرا سمجھو تو روح القدس تمہاری مدد کرے گا پس اب کیا تھا چونکہ اُس کمبخت لڑکی یا عورت کی آنکھوں پر اپنے آبائی مذہب اسلام کی پاک تعلیم اور شریعت حقہ کے حکیمانہ اصول اور نکات توحید کی لطافت سے [illegible] کی زبردست پٹی بندھی تھی

ہوتی ہے اسلئے اوس کے دل میں بہت جلد ہزاروں طرح کے شبہات پیدا ہوجاتے ہیں اور روز رات دن پیچ و تاب کھایا کرتی ہے۔ شرم وحیا کی بیش بہا دولت کا مادہ جو قدرت نے طبقۂ نسواں کو اپنے فضل خاص سے بخشتا ہے اوسے اجازت نہیں دیتا کہ وہ مس صاحبہ کی دریدہ دہنی اور لغو سوالات کا تذکرہ اپنے خاندان کے بزرگوں کے سامنے کرکے اپنی تشفی کرے اور نہ اوس میں اتنی پختہ کاری ہوتی ہے کہ مس صاحبہ کو یہ کہکر چپ کردے۔

نظم

نہیں میل جب کفر توحید کا — تمہارا مرا پھر تعلق ہے کیا۔
تمہارا مبارک رہے تم کو دین — ہمارا سلامت رہے ہم کو دین
تمہاری ہیں راہوں سے بیزار ہوں — نہیں کفر اور شرک کی رہ چلوں۔

اور نہ اوسے اتنا علم کہ مس صاحبہ کے لایعنی سوالات کا حرف بحرف دندان شکن جواب دیکر الٹے ہم کے دو چار الزامی سوالات مس صاحبہ کے مبلغ علم کی قلعی کھولنے کے لئے پیش کردے جیسے انجیل شریف درجنوں کیوں ہیں؟ ان میں باہم اختلاف اور تضاد کا باعث کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کے صدی کے بعد یہ جمع کی گئیں اور کن لوگوں نے انہیں تالیف کیا؟ اور ان کی روایات کی جانچ کیلئے کونسا معیار قائم کیا گیا تھا اور اناجیل مروجہ کی صداقت کی عیسائیوں کے پاس کیا سند ہے؟

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اسوجہ سے خدا کے بیٹے مانے جاتے ہیں کہ آپ بن باپ حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تو کیوں نہیں حضرت آدم (علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپکے بڑے بھائی تصور کئے جاتے۔ جبکہ آپ ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔ وغیرہ

مختصر یہ کہ مس صاحبہ جو بظاہر اردو انگریزی پڑھانے اور دستکاری سکھانے آتی ہیں اندر ہی اندر اپنے مشن کی کامیابی کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتی ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ کہ کمبخت لڑکی موقع پاکر آبائی مذہب اور خاندانی عزت و حرمت کو خیرباد کہہ ماں باپ بھائی بند

سب کو چھوڑ چھاڑ مشن میں جا رونق افروز ہوتی ہے اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرتی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتوں نے تعلیم نسواں کے جوش میں مسلمہ مذہبی احکام کو بھی پس پشت ڈال [illegible] رکھا ہے۔ ہمارے [illegible] مذہب میں رسول کریم کی ایک صحیح حدیث یہ ہے جسے تمام مذہبی [illegible] ب [illegible] بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ الصحبت مؤثرۃ یعنی صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے [illegible] نہیں رہ سکتی کہ ہماری قوم کی بچیوں کے حق میں مشنری لیڈی کسی [illegible] قاتل کا کام کرے گی اور اوسکا نتیجہ کبھی نہ کبھی اون کے آبا [illegible] ننگ و ناموس کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا کر رہے گا۔

بڑی میم صاحبہ۔ معاف کیجئے میں آپ سے کوئی مذہبی مناظرہ کرنا نہیں چاہتی۔

میں۔ مجھے بھی معاف فرمادیں میں بھی مذہبی مناظرہ نہیں کرتی اور نہ اوس کی لیاقت رکھتی ہوں میں نے تو صرف آپ لوگوں کے خیالات کی تردید ذرا وضاحت سے کی ہے وہ بھی آپ کے حسب خواہش و اجازت۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ کی یہ تقریر تعصب مذہبی پر مبنی ہے۔

میں۔ ہرگز نہیں۔ واقعات نفس الامری کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ ان واقعات ہی نے مجھے ایسا کہنے پر مجبور کیا۔ اگر آپ لوگوں کو یقین نہ ہو تو زیادہ نہیں دو چار سال ہی کے اسلامی اخبارات اور رسالے جیسے وطن۔ وکیل۔ النجم۔ کرزن گزٹ۔ پیسہ اخبار۔ انوار الاسلام الہادی وغیرہ پڑھوا کر اندازہ کر لیجئے۔ تعصب میرے مذہب میں جائز نہیں ہے اور بیشک بہت ہی بری چیز [illegible] ظلم کی جڑ یہی تعصب ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ پردہ نشین بیبیاں [illegible] سیدھی سادی پاک طینت اور نیک طبیعت [illegible] خلقت خبر نہیں ہوتی اور وہ کیونکر؟

[illegible] چار [illegible] بھی تو سہل طریقہ [illegible]

خراب کرتی ہیں یعنی کتب دینیات ۔ تواریخ بزرگان سنت کی سوانح عمریاں اور اسلامی اخبارات
اور رسالجات کا مطالعہ کرنا تو انہیں گویا زہر ہلاہل کا پیالہ پینے سے زیادہ شاق گذرتا ہے ان کی
طبیعت تو چھوٹے اور مخرب اخلاق ناولوں اور قصے کہانیوں کے پڑھنے میں لگتی ہے ۔ بس ایسی
بیبیوں کو بے پردہ عورتوں کی تعلیم سوائے بربادی کے کام دیتی ہے جیسا کہ میں پہلے بار بار عرض
کر چکی ہوں کہ قوم اگر حقیقی ترقی کا منہ دیکھ سکتی ہے تو مذہبی نا الیف ۔ دینی اصول اور قومی
تمدن وغیرہ کی پابندی کے ساتھ علوم و فنون جدیدہ کے حاصل کرنے سے ورنہ نتیجہ یہی ہوگا ۔ سے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر رہے کیونکہ دوا داہن کی کام ہے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کو رہے

میموں کی رخصتی اور خاتمۂ کتاب

جونہی میں نے اپنی تقریر ختم کی ! بڑی میم صاحبہ نے چھوٹی میم صاحبہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا
بڑی میم صاحبہ ۔ اب چلنا چاہئیے رات زیادہ آگئی اور بچے سو گئے ہیں
چھوٹی میم صاحبہ نے گھڑی دیکھکر فرمایا گیارہ بج چکے ہیں ۔ مسٹر ولیم بھی بنگلے آگئے ہونگے ۔
بڑی میم صاحبہ ۔ اب اجازت ہو ۔
میں ۔ مسلمانوں کے یہاں دستور ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو اس کی دعوت حسب مقدرت کیجاتی ہے
لہذا کھانے تیار ہیں ۔ بڑی میم صاحبہ اور چھوٹی میم صاحبہ نے اس کے متعلق آپس میں کچھ باتیں کیں اور
بعد ازاں معافی چاہی لیکن میں نے نہ مانا تو مجبور ہو کر کہنے لگیں کہ بہتر ہوتا اگر بنگلے پر بھجوا دیا جاتا ۔
میں ۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے ہیں اصرار بیجا ہے اسلئے کہا بہت خوب معاف فرمائیے آپ لوگوں کو آج بڑی تکلیف ہوئی
چھوٹی میم صاحبہ ۔ کچھ تکلیف نہیں ہوئی بلکہ طبیعت بہت خوش ہوئی ۔
پھر دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور ہنسی خوشی رخصت ہوئیں ۔ ان کے جانے کے بعد میں نے اور ماما نے ملکر
کھانے نکالے اور خوانچوں میں لگا کر باہر بھجوا دئے ۔

تمت